JAMADI UL AWWAL 1445

شمارہ: 22

DECEMBER 2023

1. امارت-پاکستان تعلقات اور اگست 2021ء سے قبل پاکستان میں ہونے والے حملے

2. فوج اور مقبوضہ ریاستی زمین

3. تحریک طالبان پاکستان کے نشریاتی ادارے عمر میڈیا کے مسئول محترم چودھری منیب الرحمن جٹ صاحب کے ساتھ انٹرویو

HTTP://T.ME/TTPMAGAZINE
@umarmedia
HTTP://WWW.UMARCENTER.MEDIA

فہرست

اداریہ

مملکت خداداد پاکستان سے افغان مہاجرین کی جبری بے دخلی

اسلام کے نام پر حاصل کیے جانے والے ملک پاکستان میں پاکستانی حکومت اور اسٹیبلشمنٹ نے ملی بھگت سے ہمیشہ کی طرح ایک مرتبہ پھر مسلمانوں پر ہی شب خون مارا ہے یہ کیسا اسلامی ملک ہے کہ جہاں پر ہمیشہ مسلمانوں سے ہی زیادتی کی جاتی ہے؟ وحدت امت اور اسلامی اخوت کا درس دینے والے علماء کرام اور سیاسی قائدین اس ظلم پر کیوں خاموش ہیں کہ چار دہائیوں سے اس ملک میں بسنے والے ہمارے مسلمان افغان بھائی، جنھوں نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے پاکستان میں اپنے گھر بار بنائے اور ملک کے طول و عرض میں پھیلے اپنے کاروباروں کی بدولت پاکستانی معیشت کو سہارا دیا، اب جبکہ ان کی اگلی نسلیں بھی یہاں آباد ہو چکیں اور وہ خود بڑھاپے کی حالت میں پہنچ چکے تو انہیں ذلیل و رسوا کر کے پاکستان سے نکالا جا رہا ہے ان کے گھروں میں گھس کر چادر و چار دیواری کا تقدس پامال کیا جا رہا ہے، مساجد میں اعلانات کروائے جا رہے ہیں، چوکوں اور چوراہوں پر ہمارے افغان بھائیوں کو ذلیل و رسوا کیا جا رہا ہے ملکی معیشت کی تباہی کا الزام پناہ گزین افغان مسلمانوں پر تھوپ کر یہ جرنیل اور حکمران اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی گلوخلاصی ہو جائے گی تو اب یہ نا ممکن ہے الحمدللہ پاکستان کی عوام ان حکمرانوں اور جرنیلوں کی چال بازیوں کو اچھی طرح سمجھ چکی ہے، اب وہ ان جرنیلوں اور کرپٹ سیاستدانوں کے دام و فریب میں آنے والی نہیں ہے پاکستان میں بسنے والے مسلمان اس حقیقت کا ادراک کر چکے ہیں کہ یہی جرنیل گزشتہ چالیس سال سے انہی معصوم افغانوں کے نام پر عالمی برادری سے ڈالر بٹور رہے تھے اور اپنی جیبیں گرم کر رہے تھے اب جبکہ امارت اسلامیہ افغانستان اپنے پاؤں پر کھڑی ہو چکی ہے اور پاکستانی حکمرانوں اور جرنیلوں کو اپنے بیرونی آقاؤں کی طرف سے افغان جنگ اور پناہ گزین کے نام پر ملنے والی امداد بند ہو چکی ہے تو انہوں نے یہ مکروہ قدم اٹھایا ہے یہ جرنیل باخبر رہیں کہ یہ اقدام اٹھا کر ناپاک فوج اور کرپٹ حکمرانوں نے اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے۔ پاکستان میں ابھی ایسے مسلمان کثیر تعداد میں موجود ہیں جو اسلامی اخوت اور بھائی چارے کو اور اس حوالے سے دینی تعلیمات اور احکامات کو خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں

بقول احسن عزیز شہید رحمہ اللہ:

ہندی ہو، حجازی ہو، تُرکی ہو، عِراقی ہو
اللہ کی اک رسی، امت کو ملاتی ہے

وہ دن دور نہیں جب پاکستان میں بسنے والے باغیرت اور باحمیت مسلمان ان جرنیلوں کے مکروہ اقدامات کا جواب بھرپور طریقے سے دیں گے اور اپنے مسلمان بھائیوں پر ہونے والے ایک ایک ظلم کا بدلہ اس ناپاک فوج سے لیں گے ان شاء اللہ العزیز

پاکستان میں موجود علماء کرام کے خاص طبقے کو چاہیے تھا کہ وہ کم از کم اس ظلم پر آواز اٹھا کر اپنا فرض منصبی تو ادا کرتے مگر افسوس کہ ہمارے علماء کرام کو بھی وطنیت کے نشے میں یہ غیر اسلامی اقدام بلکل بجا معلوم ہو رہا ہے

بقول شاعر:

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

تذکرہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ التمیمی رضی اللہ عنہ

استاد ذاکر

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ وہ خوش قسمت صحابی ہیں کہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ "اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس زمین پر زندہ شہید کو دیکھے تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے"۔

ان کے اسلام لانے کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ یہ ایک تجارتی قافلے کے ہمراہ بصرہ جارہے تھے، وہاں کے ایک بازار میں ان کی ملاقات ایک راہب سے ہوئی جو مکہ مکرمہ سے آنے والے لوگوں سے مکہ کے حالات دریافت کررہا تھا اور پوچھ رہا تھا کہ کیا وہاں نبی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے؟ اس مہینے ان کا ظہور ہونا تھا، ان کا نام محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہے۔ مکہ میں ان کا ظہور ہونا تھا اور وہ مدینہ طیبہ ہجرت کریں گے، اسی طرح اس راہب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند اور نشانیاں بھی بتلائیں۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اس راہب سے کہا کہ میں مکہ سے ہوں تو اس راہب نے کہا کہ اے نوجوان! جلدی کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دو۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ پر اس راہب کی باتوں کا اتنا اثر ہوا کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مکہ کا رخ کیا، وہاں پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ نے حالات دریافت کیے کہ کیا کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے تو لوگوں نے بتایا کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی ہے، چنانچہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اثبات میں جواب دیا اور اپنی آپ بیتی بھی سنائی اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو بھی اسلام لانے کی دعوت دینے لگے تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں راہب کا واقعہ سنایا جسے سن کر وہ حیران رہ گئے۔ انہوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ابھی میرے ساتھ چلو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ بھی بتاؤ اور خود ان کی باتیں بھی سنو تاکہ تم دائرہ اسلام میں داخل ہو سکو۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور قرآن مجید کی چند آیتیں سنائیں اور دنیا اور آخرت کی بھلائی کی خوشخبری دی تو ان کا سینہ اسلام کے لیے کھل گیا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راہب کا واقعہ سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے کہ ایک راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر دی۔ چنانچہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا اور چوتھے شخص بن گئے جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام قبول کیا۔ چونکہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش سے تھا، قریش پر آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر بجلی بن کر گری۔ سب سے زیادہ افسوس آپ کی والدہ کو ہوا کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو سردار دیکھنا چاہتی تھیں اس لیے کہ ان کے اندر سردار بننے کی بھرپور صلاحیتیں موجود تھیں۔ چنانچہ ان کی قوم کے لوگوں نے انہیں اسلام سے منحرف کرنے کے لیے بہت کوششیں کیں مگر آپ استقامت کے ساتھ ڈٹے رہے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو بہت تکالیف اور اذیتیں دینا شروع کردیں، جنہیں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دیگر مسلمانوں کی طرح خندہ پیشانی سے برداشت کرتے چلے گئے مگر اپنے موقف سے پیچھے نہ ہٹے۔

غزوۂ احد کے موقع پر جب مشرکین نے پلٹ کر حملہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے، کفار مسلسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کررہے تھے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچائیں مگر حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور طریقے سے دفاع کیا اور کفار پر حملہ کرتے رہے اور پہاڑی پر چڑھنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد بھی کرتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں انہوں نے اپنے جسم پر ستر سے زائد زخم کھائے اور ان کا دایاں ہاتھ بھی کٹ گیا مگر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ مقام پر پہنچا دیا۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو زندہ شہید کا لقب بھی دیا تھا۔

اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں نیک طلحہ، سخی طلحہ اور فیاض و فراخ دل طلحہ کے لقب سے بھی پکارتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بڑی فراخدلی سے اپنا مال ضرورتمندوں اور محتاجوں میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے اس لیے انہیں زبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ القابات ملے تھے۔

حال ہی میں پاکستان میں ریاستی سطح پر افغانستان کے حوالے سے دو اہم مسئلے زیر بحث ہیں۔ ایک مسئلہ یہ ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے حکومت میں آنے کے بعد پاکستان میں حملوں میں تیزی آئی ہے اور دوسرا یہ کہ ان حملوں میں افغان مہاجرین ملوث ہیں۔ پہلے مسئلے کا مختصر جواب تو یوں بھی دیا جاسکتا ہے جیسا کہ سنجیدہ مجالس میں وزیر خارجہ افغانستان محترم مولوی امیر خان متقی دے چکے ہیں کہ پاکستان میں یہ مسئلہ تقریبا دو عشروں سے جاری ہے، ہماری حکومت میں نہیں اٹھا۔ مہاجرین کے حوالے اگر کہا جائے تو یہ تقریبا ۱۷ ملیین افراد کی بات ہے، ایک چوتھائی بھی اگر حملوں میں ملوث ہو جائے تو اندازہ لگائیں کہ پاکستان کا کیا حال ہوتا درحالیکہ اقوام متحدہ کی رپورٹس کے مطابق تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کی تعداد چھ سے دس ہزار تک ہے۔

بہر حال، ایک نظر دوڑاتے ہیں ان بڑے اور تاریخی حملوں پر جو اگست ۲۰۲۱ء یعنی افغانستان میں امارت اسلامیہ افغانستان کی حاکمیت سے قبل ہوئے ہیں۔

لاہور:

مارچ ۲۰۰۹ء میں ۱۲ مسلح افراد نے کرکٹ میچ کے دوران سری لنکن کرکٹ ٹیم پر حملہ کیا، جس میں کرکٹ ٹیم اور عملہ کے چھ افراد زخمی اور پانچ پولیس اہلکار ہلاک ہوئے۔

جولائی ۲۰۱۰ء میں داتا دربار میں دو حملہ آوروں نے حملہ کر کے کم از کم ۵۰ افراد کو ہلاک اور ۲۰۰ کے قریب کو زخمی کیا۔

نومبر ۲۰۱۴ء میں واہگہ بارڈر پر پرچم اتارنے کی تقریب کے وقت دھماکہ ہوا، جس میں ۱۶۰ سے زائد افراد ہلاک و زخمی ہوئے۔

مارچ ۲۰۱۶ء میں گلشن اقبال پارک میں دھماکہ ہوا، جس میں ۷۲ افراد ہلاک اور ۳۰۰ سے زائد زخمی ہوئے۔ یہ حملہ لاہور میں ہونے والے مہلک ترین حملوں میں سے ایک تھا۔

کراچی:

اپریل ۲۰۰۶ء میں نشتر پارک میں پاکستان سنی تحریک کی ایک مذہبی تقریب پر دھماکہ ہوا، جس میں ۱۶۰ سے زائد افراد جاں بحق و زخمی ہوئے۔

جنوری ۲۰۱۴ء میں لیاری ایکسپریس وے پر ایک حملے میں بدنام زمانہ پولیس آفیسر چوہدری اسلم کو ہلاک کر دیا گیا۔

جون ۲۰۱۴ء میں کراچی کے جناح نیشنل ایئرپورٹ پر حملہ ہوا جس میں تقریبا ۵۰ افراد ہلاک و زخمی ہوئے اور بڑا مالی نقصان بھی ہوا۔

جون ۲۰۲۰ء میں اسٹاک ایکسچینج جیسے اہم اور محفوظ مقام پر حملہ ہوا جس میں کئی افراد ہلاک و زخمی ہوئے اور بڑا مالی نقصان بھی ہوا۔

پشاور:

دسمبر ۲۰۱۲ء میں باچا خان ایئرپورٹ پر حملہ ہوا، جس میں تقریبا ۵۰ افراد ہلاک و زخمی ہوئے اور مالی نقصان بھی ہوا۔

ستمبر ۲۰۱۳ء میں قصہ خوانی بازار میں دھماکہ ہوا جس میں ۱۵۰ افراد ہلاک و زخمی ہوئے۔ اسی مہینے اس نوعیت کے پشاور میں تین دھماکے ہوئے تھے۔

اگست ۲۰۱۵ء میں پشاور کے بڈھ بیر ایئر بیس پر ایک حملے میں ۳۰ سے زائد اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے اور بڑا مالی نقصان بھی ہوا

۔

کوئٹہ:

اکتوبر ۲۰۱۶ میں کوئٹہ میں پولیس کے ایک تربیتی مرکز پر حملہ ہوا جس میں ۱۸۰ سے زائد اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔
اگست ۲۰۱۶ء میں ایک ہسپتال میں دھماکہ ہوا جس میں ۵۰ سے زائد وکلاء سمیت ۷۷ افراد ہلاک اور ۱۰۰ زخمی ہوئے۔

دیگر شہروں میں ہونے والے بڑے واقعات:

دسمبر ۲۰۰۷ء میں راولپنڈی کے لیاقت باغ میں ایک حملے میں سابقہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کو بیس سے زائد کارکنوں سمیت قتل کر دیا گیا۔

ستمبر ۲۰۰۸ء میں اسلام آباد کے میریٹ ہوٹل پر حملہ ہوا جس میں ۳۰۰ سے زائد افراد ہلاک و زخمی ہوئے۔

اگست ۲۰۱۵ء میں اٹک کے علاقے شادی خان میں ایک حملے میں پنجاب کے وزیر خارجہ شجاع خانزادہ کو ۱۴ افراد سمیت قتل کر دیا گیا۔

مذکورہ حملے مشت نمونہ خروار ہیں، قبائلی علاقوں اور بلوچستان سمیت کراچی تا چترال آپ نے خبریں دیکھی اور پڑھی ہوں گی، جس سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ۲۰۲۱ء سے پہلے وہاں کیا کیا ہوا؟۔
یہ یاد رہے کہ یہ تمام حملے تحریک طالبان پاکستان کے نہیں ہیں بس صرف یاد دہانی کیلئے تذکرہ کیا گیا ہے کہ یہ یہ واقعات پیش آئے ہیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان کی حمایت کو ایک طرف رکھ کر اگر پاکستان کی حکومتی پالیسیوں پر غور کیا جائے تو آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ یہ عقل سے ماوراء اور صرف ہٹ دھرمی اور جبر پر مبنی فیصلے کرتے ہیں۔ انہیں افغانستان کو کسی بھی حال میں دبا کر رکھنا ہے، جس کیلئے انہوں نے اولا تحریک طالبان پاکستان کے مسئلے کو اجاگر کیا پھر کنڑ اور خوست پر بمباریاں کیں اور اب لاکھوں مہاجرین کو وطن واپس بھیج حکومت کو دباؤ میں رکھنے کا ایک اور حربہ استعمال کیا لیکن امارت اسلامیہ افغانستان نے اللہ کی مدد سے ان کا خوب استقبال کیا اور پاکستان سمیت دنیا بھر کو دکھایا کہ وہ غریب تو ہو سکتے ہیں مگر اپنوں کو ذلیل ہونے نہیں دے سکتے۔

رہا نیٹو کے اسلحے کے استعمال کا مسئلہ تو خیبر تا کراچی خصوصا لاہور میں اسلحے کی مارکیٹوں میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ بریٹا پستول، M4 اور M16 بآسانی میسر ہیں بلکہ پولیس اور فوج خود اسلحے کی سمگلنگ میں ملوث ہوتے ہیں تو ایسے میں اس مسئلے کو لیکر صرف امارت اسلامیہ پر الزامات لگانا کہاں کا انصاف ہے؟۔ والی اللہ المشتکیٰ۔

تحریک طالبان پاکستان کے نشریاتی ادارے عمر میڈیا کے مسئول محترم چودھری منیب الرحمن جٹ صاحب کے ساتھ انٹرویو

سلسلہ انٹرویوز میں اس مرتبہ تحریک طالبان پاکستان کے واحد رسمی نشریاتی ادارے عمر میڈیا کے مسئول چودھری منیب الرحمن جٹ صاحب کا انٹریو شامل کیا گیا ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: محترم منیب الرحمن صاحب، سب سے پہلے ہمارے قارئین کو اپنا تعارف کروائیں۔

منیب الرحمن: میرا نام چودھری منیب الرحمن جٹ ہے اور پنجاب کے شہر سیالکوٹ سے آبائی تعلق ہے۔ میں نے اپنی ابتدائی دینی وعصری تعلیم پنجاب کے مختلف تعلیمی اداروں سے حاصل کی ہے، اور آج کل تحریک طالبان پاکستان کے عمر میڈیا کی خدمات انجام دے رہا ہوں ۔

ٹیم مجلہ طالبان: بحیثیت "پنجابی طالبان" آپ کا ساتھیوں سمیت تحریک طالبان پاکستان میں کیسا تجربہ رہا ہے؟

منیب الرحمن: الحمد للہ تحریک طالبان پاکستان، خیبر تا بولان تمام قومیتوں کے مجاہدین کے لیے ایک شجر سایہ دار کی مانند ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: کیا پشتون پٹی کے علاوہ دیگر اقوام کے طالبان بھی اس صف میں موجود ہیں، ان کی فیصدی کیا ہوگی؟

منیب الرحمن: جی بالکل پاکستان کے تمام صوبوں سے مختلف اقوام کے مجاہدین بڑی تعداد میں تحریک طالبان پاکستان کا حصہ ہیں لیکن تحریک میں قومیت کی بنیاد پر کوئی تقسیم نہیں ہے سب ایک دوسرے کے ساتھ دوستوں اور بھائیوں کی طرح رہتے اور ایک دوسرے کا دست وبازو ہیں اس لیے کبھی کسی قوم کی فیصدی معلوم کرنے کی طرف توجہ مبذول ہی نہیں ہوئی۔

ٹیم مجلہ طالبان: کیا تحریک طالبان پاکستان میں عہدوں کی تقسیم یا خدمات انجام دینے میں قوم پرستی پائی جاتی ہے؟

منیب الرحمن: نہیں، تحریک طالبان پاکستان میں ایسی کوئی تقسیم نہیں پائی جاتی بلکہ تحریک طالبان پاکستان میں ذمہ داریوں اور خدمات کے تعین کے دوران قومیت کی بجائے سیاست شرعیہ کے مطابق فرد کی صلاحیت اور تحریک کی ضروریات کو دیکھ کر ذمہ داریاں تفویض کی جاتی ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ تحریک طالبان پاکستان کسی قومی ولسانی تحریک کی بجائے ملکی سطح کی تحریک کے طور پر پورے پاکستان میں مضبوط بنیادوں پر سرگرم ہے۔ اسکی بہت ساری عملی مثالیں موجود ہیں اور اسکی ایک عملی مثال میں خود بھی ہوں۔

ٹیم مجلہ طالبان: بحیثیت مسئول عمر میڈیا، آپ تحریک طالبان پاکستان کیلئے میڈیا کی موجودہ خدمات کو کیسے دیکھتے ہیں؟

منیب الرحمن: عمر میڈیا بنیادی طور پر تحریک طالبان پاکستان کی عسکری وسیاسی جدوجہد کا دعوتی وابلاغی بازو ہے، جو کہ عوام کے ساتھ ڈائریکٹ رابطے کے ذریعے تحریک کے عسکری وسیاسی مقاصد کے حصول میں معاونت فراہم کرتا ہے۔ اس سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کہ عمر میڈیا کی

پوری ٹیم نے دن رات محنت کر کے پاکستانی عوام تک اپنی دعوت پہنچانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: آپ جب سے عمر میڈیا کے مسئول بنے ہیں، مختلف میڈیا چینلز پر آپ کا تذکرہ ہوتا رہا ہے، حقیقت کیا ہے؟ آپ کے آنے سے عمر میڈیا میں کیا تبدیلیاں آئیں؟

منیب الرحمن: عمر میڈیا کئی سالوں سے بہترین کام کر رہا ہے، اس لیے کسی کے آنے جانے سے اس کے کام پر کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن ابھی چونکہ میڈیا کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے لہٰذا اسی اہمیت کے پیش نظر تحریک طالبان پاکستان کی قیادت کی طرف سے نئی حکمت عملی کے تحت جو باقاعدہ اعلامی کمیشن بنایا گیا ہے، اس کے ذمہ داران کی خصوصی توجہ اور عمر میڈیا کی نشریات تیار کرنے والی ٹیم کی انتھک محنتوں کی وجہ سے عمر میڈیا اس میدان میں ابھر کر سامنے آیا ہے۔ لہٰذا عمر میڈیا کے کام میں ترقی کا سارا کریڈٹ تحریک کی اعلیٰ قیادت بالخصوص امیر محترم مفتی ابو منصور عاصم نور ولی محسود حفظہ اللہ کی ذاتی دلچسپی، اعلامی کمیشن کے بالائی ذمہ داران اور عمر میڈیا کی نشریات تیار کرنے کے لیے دن رات محنت کرنے والے بے لوث ساتھیوں کو جاتا ہے، یہی عمر میڈیا کی ترقی کی اصل وجہ ہیں۔

ٹیم مجلہ طالبان: سال (۲۰۲۳ء) میں عمر میڈیا کی نشریات کی کیا تفصیلات ہیں؟

منیب الرحمن: اس وقت میڈیا میں عوام سے مخاطب ہونے کے جو مختلف پُراثر انداز اور طریقے رائج ہیں عمر میڈیا کی کوشش ہے کہ ان کو بروئے کار لا کر تحریک کی دعوت کو عوام تک پہنچایا جائے اسی کے پیش نظر عمر میڈیا کی طرف سے نشریات کے مختلف انداز اپنانے پر توجہ دی جارہی ہے جس میں ویڈیو نشریات کے کئی سلسلے، قیادت کے آڈیو بیانات، مختلف مجلے، منزل اخبار، آڈیو اور ویڈیو پوڈکاسٹ، انفوگرافس، تصویری البمز، آڈیو نظمیں، اسلامی پوسٹرز، تحریری خبریں وغیرہ نشر کی جارہی ہیں۔ جن کو تحریک طالبان پاکستان کی آفیشل ویب سائٹ اور ٹیلی گرام کے نشریاتی بوٹ پر دیکھا جاسکتا ہے۔ گزشتہ ایک سال کے دوران ۸۰ سے زائد ویڈیوز، تقریبا ۱۲۰ اخبارات، ۳۰ آڈیو پوسٹ کاسٹ اور ۱۵ سے زائد آڈیو البمز شائع ہوئے ہیں۔ روزانہ کی خبریں اور حسب موقع اعلامیے وغیرہ اس کے علاوہ ہیں۔

ٹیم مجلہ طالبان: پاکستانی میڈیا کو آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

منیب الرحمن: پاکستانی میڈیا کے لیے میرا پیغام ہے کہ میڈیا مالکان میڈیا کو ایک منافع بخش کاروبار بنانے اور مادہ پرست تہذیب پھیلانے کی بجائے پاکستان کی اسلامی اور نظریاتی بنیادوں کی خدمت کا ذریعہ بنائیں۔ میڈیا کو فوج اور روز بدلتی حکومتوں کی کاسہ لیسی اور غلامی سے نکال کر ملک میں صحافتی اصولوں کے مطابق غیر جانبدارانہ صحافت کو فروغ دیں، آزاد صحافت کرنے والے غیر جانبدار اور حق گو صحافیوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے ٹھوس اقدامات کریں۔

ٹیم مجلہ طالبان: اہل پاکستان کیلئے آپ کا کیا پیغام ہے؟

منیب الرحمن: میں مجلہ طالبان کے توسط سے اپنے پاکستانی بھائیوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے تمام معاشی و معاشرتی مسائل کا حل اور آخرت میں کامیابی کا دارومدار اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات و نظام کی پیروی اور نفاذ شریعت میں پوشیدہ ہے لہٰذا اپنے مسائل کا حل جمہوریت و سرمایہ داری جیسے باطل نظاموں میں تلاش کرنے کی بجائے پاکستان میں نفاذ شریعت کے لیے کوشش کریں، اور ملک میں نفاذ شریعت کے لیے برسرپیکار جہادی جماعت تحریک طالبان پاکستان کی دعوت کو سمجھیں اور اس کا ساتھ دیں۔

پاکستان میں حملے اور افغان مہاجرین

عبداللہ مجاہد

پاکستان عالمی اسٹیبلشمنٹ کی غلامی اور وفاداری کرتے ہوئے افغانستان پر دباؤ ڈالنے کی خاطر افغان مہاجرین کو غیر قانونی، غیر اسلامی اور غیر اخلاقی طور پر ملک بدر کر رہا ہے۔ جس سے افغان عوام کے دلوں میں پاکستان کے خلاف نفرت میں اضافہ ہوگا۔ ان حکمرانوں کے ظالمانہ اور منافقانہ کردار کی وجہ سے پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کبھی اچھے نہیں رہے۔ عالمی اسٹیبلشمنٹ نے ہمیشہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی سازش کی ہے اور وہ اس سازش میں منافق مسلم حکمرانوں کی مدد سے کامیاب بھی ہوئی ہے۔

اسی سازش کو عملی جامہ پہناتے ہوئے پاکستان کے کٹھ پتلی وزیر اعظم انوار الحق کاکڑ نے ایک تقریر کی جس میں افغان حکومت پر الزامات کی بوچھاڑ کر دی۔ کاکڑ کے مطابق "تحریک طالبان کے لوگ افغانستان کی زمین استعمال کرتے ہوئے پاکستان پر حملے کرتے ہیں، اور پاکستان میں مختلف جرائم میں ملوث ہیں وغیرہ وغیرہ... ایسے بیانات اور پروپیگنڈا افغانستان میں طالبان کی حکومت قائم ہونے کے ساتھ ہی شروع ہو گیا۔ جس کا جواب امارت اسلامیہ کے حکام ہر موقع پر دیتے رہے ہیں۔

پاکستانی وزیر اعظم کے اس بیان پر افغان طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے یہ بیان دیا ہے کہ "پاکستان کے نگران وزیر اعظم کی جانب سے آج سامنے آنے والے مختلف دعووں کے حوالے سے ہمارا موقف یہ ہے کہ جس طرح امارت اسلامیہ اپنے ملک افغانستان میں امن چاہتی ہے اسی طرح پاکستان میں بھی امن کی خواہاں ہے، امارت اسلامیہ کسی کو یہ اجازت نہیں دیتی کہ افغانستان کی سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال کرے، البتہ پاکستان کے اندر قیام امن امارت اسلامیہ کی ذمہ داری نہیں۔ آپ اپنے اندرونی مسائل خود حل کریں اور اپنی ناکامی کا ذمہ دار افغانستان کو قرار نہ دیں، امارت اسلامیہ کی فتح کے بعد مبینہ طور پر پاکستان میں بدامنی کے واقعات میں اضافہ اس بات کی دلیل نہیں کہ اس کے پیچھے افغانستان کارفرما ہے۔ افغانستان میں اسلحے محفوظ ہیں، کسی غیر ذمہ دار فریق کے ہاتھ نہیں لگے، اسلحے کی سمگلنگ ممنوع ہے اور ہر طرح کے غیر قانونی اقدامات کی روک تھام کی گئی ہے، افغانستان ایک برادر پڑوسی کی طرح پاکستان سے اچھے تعلقات کا خواہاں ہے، پاکستانی فریق کو بھی امارت اسلامیہ کی طرح حسن نیت کا ادراک کرنا چاہیے، اسے امارت اسلامیہ کہ اس عزم کہ ہم کسی بھی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت یا کسی کے خلاف اقدامات نہیں کرنا چاہتے، پر کسی شک و شبے کا شکار نہیں ہونا چاہیے"۔ اسی طرح کچھ عرصہ قبل بھی ملا محمد یعقوب مجاہد نے ایک بیان دیا تھا کہ پاکستان امارت اسلامیہ پر بلاجواز الزامات لگاتا ہے، اگر افغانستان مسلح کارروائیوں میں ملوث ہوتا تو حملے سرحدی علاقوں میں ہوتے، اندرون شہروں میں نہیں"۔

اس کی تصدیق آپ مجلہ طالبان میں تحریک طالبان پاکستان کی کارروائیوں ماہانہ رپورٹ سے بھی کر سکتے ہیں۔ مشت نمونہ خروارے آپ اکتوبر کی کارروائیوں کی رپورٹ دیکھیں اور پھر پاکستان کا نقشہ دیکھیں تو حقائق واضح ہو جائیں گے کہ تحریک طالبان پاکستان پاکستان میں ہی منظم نیٹ ورک رکھتے ہیں۔ یہ صرف سیکیورٹی اداروں کی بزدلی اور ناکامی ہے کہ وہ مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو افغانستان پر الزام لگا کر اپنی ناکامی کا ثبوت دھونے کی کوشش کرتے ہیں، اور پاکستان کا فرسودہ اور کرپٹ سسٹم ان الزامات کو حقیقت بنا کر پیش کرتا ہے۔

جب یہ سیکیورٹی ادارے مجاہدین کا سامنا نہیں کر پاتے تو یہ کہہ کر اپنی جان اور عزت بچانے کی کوشش کرتے ہیں کہ "دہشت گرد افغانستان بھاگ گئے" اور اس طرح ایک چھوٹے سے تھانے کا حوالدار یا کسی فوجی چوکی کا کمانڈر رپورٹ بنا کر اوپر بھیج دیتا ہے کہ سرحد پار سے حملہ ہوا۔ اوپر اسلام آباد اور راولپنڈی میں بیٹھے لوگ آنکھ بند کر کے وہ رپورٹس میڈیا پر آ کر پڑھ دیتے ہیں۔

کوئی ان غلام حکمرانوں سے پوچھے تو سہی کہ پشاور کے ساتھ کونسی سرحد لگتی ہے؟ جنوبی پنجاب کے ساتھ کونسا افغانستان ہے؟
ڈیرہ اسماعیل خان کون سے افغان صوبے کے ساتھ واقع ہے؟
بنوں کس ملک کی سرحد سے ملتا ہے؟
حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے نظام اور ظالم حکمرانوں سے تنگ آ کر لوگ جوق در جوق تحریک طالبان پاکستان میں شامل ہو رہے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ملک کے کونے کونے میں تحریک طالبان کے چاہنے والے موجود ہیں۔
وہ وقت دور نہیں جب پاکستان کے سیاست دان اور جرنیل سابقہ افغان حکومت کی طرح دولت سمیٹ کر بھاگیں گے اور پاکستان میں بھی افغانستان کی طرح مستحکم اسلامی نظام قائم ہوگا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

فوج اور مقبوضہ ریاستی زمین قسط (۱)

مولا اسیر الاسلام صافی

دور حاضر میں پاکستانی فوج بحیثیت ایک "گروپ" کسی بھی دوسرے سرکاری ادارے سے زیادہ زمین رکھتی ہے۔ یہ فوج تقریبا ۵۸ء۱۱ ملین ایکڑ زمین پر قابض ہے جو کہ تمام ریاستی زمین کا تقریبا ۱۲٪ بنتا ہے۔ دوسرے پاکستانی ادارے جیسا کہ پاکستان ریلوے، وزارت داخلہ و خارجہ وغیرہ بھی سرکاری زمینیں استعمال کرتے ہیں، لیکن یہاں ایک تو اعداد و شمار کے لحاظ سے بہت بڑا فرق ہے اور دوسرا یہ کہ دیگر ادارے زمینیں صرف سرکاری استعمال کیلئے کرتے ہیں مگر فوج کو یہ اختیار ہے کہ وہ انفرادی طور پر بھی زمین استعمال کرے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ "فوجی بھائی چارے" کے طور پر بھی زمین تقسیم کرتا ہے۔ فوجی افسران کے درمیان آپریشنل مقاصد کیلئے اس نوعیت کی تقسیم نے جنرل ضیاء الحق کے دور میں عروج پایا۔

زمین اور اسے متعلقہ ذرائع کا اس طرح کا استعمال اگر ایک طرف افراد اور اداروں کی مالی حیثیت مستحکم کرتی ہے تو دوسری طرف معاشی اور سیاسی قد میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور فوج نے بھی یہی کیا، کہ ان ذرائع کو سیاسی مقاصد کیلئے بے دریغ استعمال کیا جس کی وجہ سے ملک کے شرافیہ کے ساتھ ان کا بہت مضبوط تعلق بنا ہوا ہے۔
آیئے، ہم فوج کی زیر قبضہ زمینوں کا ذرا سا جائزہ لیتے ہیں:

فوج اور دیہاتی زمین:

فوج زرعی زمینوں میں ایک اہم اسٹیک ہولڈر کی حیثیت رکھتی ہے، فوج کے ۵۸ء۱۱ ملین ایکڑ رقبے کا تقریبا ۵۹٪ یعنی ۹ء۶ ملین ایکڑ زمین دیہات میں ہے جس کی تقسیم کچھ یوں ہے۔

(۱) آپریشنل مقاصد کیلئے:

یہ بلاواسطہ فوج کے کنٹرول اور استعمال میں ہوتی ہے، جیسے کیمپ گراونڈز، فوج اور جانوروں کیلئے غلہ، چارہ اگانا اور ڈیری فارمنگ وغیرہ... جو کہ لگ بھگ ۷۰۰۰۰ ایکڑ زمین پر مشتمل ہے۔

(۲) فوج کی ذیلی تنظیموں کے زیر کنٹرول:

جیسے آرمی ویلفیئر ٹرسٹ (AWF) فوجی فاؤنڈیشن (FF) بحریہ فاؤنڈیشن (BF) وغیرہ... یہ زمین تقریبا ۳۵۰۰۰ ایکڑ ہے۔

فوج کے انفرادی ممبران کی ملکیت:

یہ ۸ء۶ ملین ایکڑ زمین ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ کوئی بھی سرکاری ادارہ یہ اختیار نہیں رکھتا کہ ریاستی سرکاری زمین کو اپنے افسران کے ذاتی مفاد کی خاطر آپس میں بانٹ لیں مگر فوج اس کے برعکس کرتی آرہی ہے۔

زرعی زمین، آپریشنل مقاصد کیلئے:

فوج تقریبا ۷۰۰۰۰ ایکڑ زمین آپریشنل مقاصد کیلئے استعمال کرتی ہے جیسے غلہ و چارہ، اس زمین کا ۶۰۰۰۰ ایکڑ پنجاب میں ہے جس میں سے ۳۵۵۰۸ ایکڑ رقبے پر غلہ و چارہ اگایا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ آج بھی فوج پنجاب کی سرکاری ۶۸۰۰۰ ایکڑ زمین کا تقریبا ۳۸ فیصد رقبہ اپنے کنٹرول میں رکھتا ہے۔

عام طور پر فوج ان معاملات کو بلکل بھی پبلک نہیں کرتی اور بی بی سی کے ایک رپورٹر کو معلومات طلب کرنے پر خبردار کرکے منع کر دیا گیا تھا۔ (مگر اب بہت کچھ پبلک ہو چکا ہے۔)

جاری ہے...

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَه وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ

امارت اسلامیہ افغانستان کے سرکردہ رہنماؤں کی سوانحِ حیات پر لکھی گئی پشتو کتاب دسپین کاروان سرلاري کا اردو ترجمہ "رہنمائے قافلۂ حق"

قسط (٦)

مترجم: شیخ ابو محمد حماد
فاضل دار العلوم کراچی

رئیس الوزراء ملا محمد ربانی صاحب رحمہ اللہ کی سوانح کا دوسرا حصہ:

مرحوم ملا محمد ربانی صاحب کا زہد اور تقویٰ:

مرحوم ملا محمد ربانی صاحب اعتقادی طور پر اہل سنت والجماعۃ اور سلف صالحین کے واضح اور روشن طریق کے پیروکار تھے، موصوف رحمہ اللہ ہر قسم کے خرافات اور بدعات سے بہت متنفر تھے، وہ ہمیشہ لوگوں کو قرآن وسنت کی پیروی اختیار کرنے کی دعوت دیتے۔ مرحوم ملا محمد ربانی صاحب اپنے دیگر اخلاقِ حسنہ اور فضائل کے ساتھ زُہد، تقویٰ اور دینداری کا عملی نمونہ تھے، رات کو قیام اللیل اور دن کو چاشت کی نماز اُن کی خصوصیات میں سے ہیں۔

ایثار و قربانی:

۱۳۶۶ ہجری شمسی کو صوبہ قندہار سے مجاہدین کی جہادی سرگرمیوں کو ختم کرنے کی غرض سے روسیوں کا بہت بڑا کانوائے آیا تو صوبہ قندہار "محلہ جات" کے علاقے میں ملا محمد ربانی صاحب کے بشمول بہت بڑی تعداد میں مجاہدین نے آمنے سامنے کی لڑائی شروع کی، یہ لڑائی تقریباً ایک ماہ تک جاری رہی، اس لڑائی میں جانبین کو کافی نقصانات اٹھانے پڑے۔ اسی لڑائی میں ملا محمد ربانی صاحب بھی شدید زخمی ہوئے، اسی طرح ملا عبد القیوم (جو اس لڑائی میں شریک تھے) کے بقول کہ اس لڑائی میں حاجی معاون صاحب سمیت ہمارے جبھہ (گروپ) کے چار ساتھی زخمی ہوئے، جب مجاہدین میدانِ جنگ سے زخمیوں کو لیجانے کی نیت سے آئے تو سب سے پہلے حاجی معاون صاحب کے پاس گئے، مگر انہوں نے فرمایا کہ میں ٹھیک ہوں، مجھ سے زیادہ وہ تین مجاہدین سخت زخمی ہیں، انہیں پہلے لیجاؤ۔ مجاہدین جب ان تینوں کو اٹھا کر حاجی معاون صاحب کے پاس آئے تو وہ اتنے شدید زخمی تھے کہ وہ اٹھ کر چلنے سے بھی قاصر تھے، مگر پھر بھی انہوں نے اپنے زخموں کی پرواہ کیے بغیر اُن زخمی مجاہدین کو میدانِ جنگ سے لیجانے پر اصرار کیا، جو اُن کے مقابلے میں معمولی زخمی تھے۔

عالمِ اسلام کے قضایا (مسائل) کا اہتمام:

امتِ مسلمہ سے متعلقہ مسائل و مشکلات کو ملا محمد ربانی صاحب اپنی زندگی کے اہم قضایا سمجھتے تھے، اور امارت اسلامی کی حاکمیت کے وقت فلسطین، چیچنیا، کشمیر اور دیگر اسلامی قضایا سے متعلق خصوصی اعلامیے صادر کرتے تھے۔

بے تکلفانہ زندگی:

مرحوم ملا محمد ربانی صاحب (کہ جن کی زیادہ تر زندگی اعلیٰ ادارتی اور فوجی مسئولیتوں میں گزری) کی طبیعت اور مزاج میں تکبر اور غرور کا معمولی شائبہ تک نہ تھا، ان کا اٹھنا بیٹھنا اور حرکات و سکنات ایک عام آدمی جیسے تھے، اپنے ساتھیوں کے مقابلے میں اپنے لیے کسی قسم کی امتیازی حیثیت اختیار کرنے کے قائل نہ تھے، رسمی کاموں اور مسئولیت کے دوران (یعنی حکومتی امور کی انجام دہی میں) ہر شخص اُن سے بآسانی ملاقات کر سکتا تھا، ان کا دربان فقط اس لیے تھا کہ مراجعین میں سے ہر شخص اپنی باری پر ملاقات کے لیے بلائے، مجاہدین کی عبوری حکومت میں وزارت کی معاونت سے لیکر رئیس الوزراء تک اعلیٰ مناصب میں بھی موصوف رحمہ اللہ کے پرسنل محافظین یا باڈی گارڈز نہ تھے، جو بھی اُن کے ساتھ سفر و حضر میں ہوتا وہی ان کا جہادی ساتھی اور شاگرد ہوتا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُن کا تعامل اور چال چلن بے تکلفانہ تھا، کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے میں ان کی کوئی امتیازی شان نہ تھی۔ ریاست الوزراء کی مسئولیت کے دوران اکثر و بیشتر "وزیر اکبر خان" سے صدارتی محل "ارگ" (ریاست الوزراء کے دفتر) تک اپنے تین چار ساتھیوں کے

ہمراہ چہل قدمی کرتے، اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمام جہادی اور سپورٹس کی سرگرمیوں میں بڑی خوشی کے ساتھ حصہ لیتے، اور ان کے ساتھی جو سپورٹس کے کھیل کھیلتے ان کھیلوں میں "چغ" نامی مقامی کھیل کو بہت پسند فرماتے تھے۔

مرحوم کی مالی حالت:

باوجود اس کے کہ مرحوم ملا محمد ربانی صاحب اپنے اعلیٰ مناصب اور مسئولیت کی اساس پر اسلامی امارت کی بجٹ میں آزادنہ تصرف کا اختیار رکھتے تھے، مگر پھر بھی انہوں نے اپنے ملک کے عام لوگوں جیسی زندگی بسر کرنا اپنائے رکھا۔ انہوں نے تاحیات اپنے آبائی گھر پر اکتفاء کیا، اور بیت المال سے اپنے لیے ذاتی مکان نہیں بنوایا، جب اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی طرف سے ۲۰۰۰ء کو افغانستان پر ظالمانہ اقتصادی پابندیاں لگادی گئیں اور اسی سلامتی کونسل کی طرف سے امارت اسلامیہ کے اراکین کے اکاؤنٹس منجمد کرنے کا اعلان ہوا تو امارت اسلامی کے دیگر اراکین کی طرح مرحوم رئیس الوزراء ملا محمد ربانی صاحب کا بھی کسی بینک میں کوئی اکاؤنٹ نہ تھا۔

لوگوں کے دلوں میں ان کی محبوبیت:

مرحوم ملا محمد ربانی صاحب اپنی نیک خصلتوں کی وجہ سے ہر کسی کے دل میں گھر بنا چکے تھے، افغانستان میں رہائش پذیر تمام اقوام اور طبقات ملا محمد ربانی صاحب کو اپنے ایک غمخوار اور صاحب عقل سربراہ کے طور پر دیکھتے۔ ان کی نمازِ جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت فرمائی، اور بعض بااثر شخصیات ان کی جدائی پر خوب روئے۔

وفات:

بالآخر جہاد اور راہِ قتال کے نہ تھکنے والے مجاہد، زہد و تقویٰ کے عملی نمونہ، ایثار و قربانی کی مثال، اخلاق، شرافت اور فضیلت کے مینار نے تقدیرِ الٰہی سے سرطان کے مہینے میں طویل علالت کے بعد راولپنڈی پاکستان کے ہسپتال میں یکم محرم الحرام ۱۴۲۲ ہجری قمری کو اپنی روح مالکِ حقیقی کے سپرد کی، اور ہمیشہ کے لیے اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے، اللہ تعالیٰ ان کی روح کو خوش رکھے، اور ان کی یاد کو ہمیشہ تازہ رکھے۔

آئینِ پاکستان،
اسلامی یا غیر اسلامی؟
قسط (7)

شیخ عبدالرحمن حماد
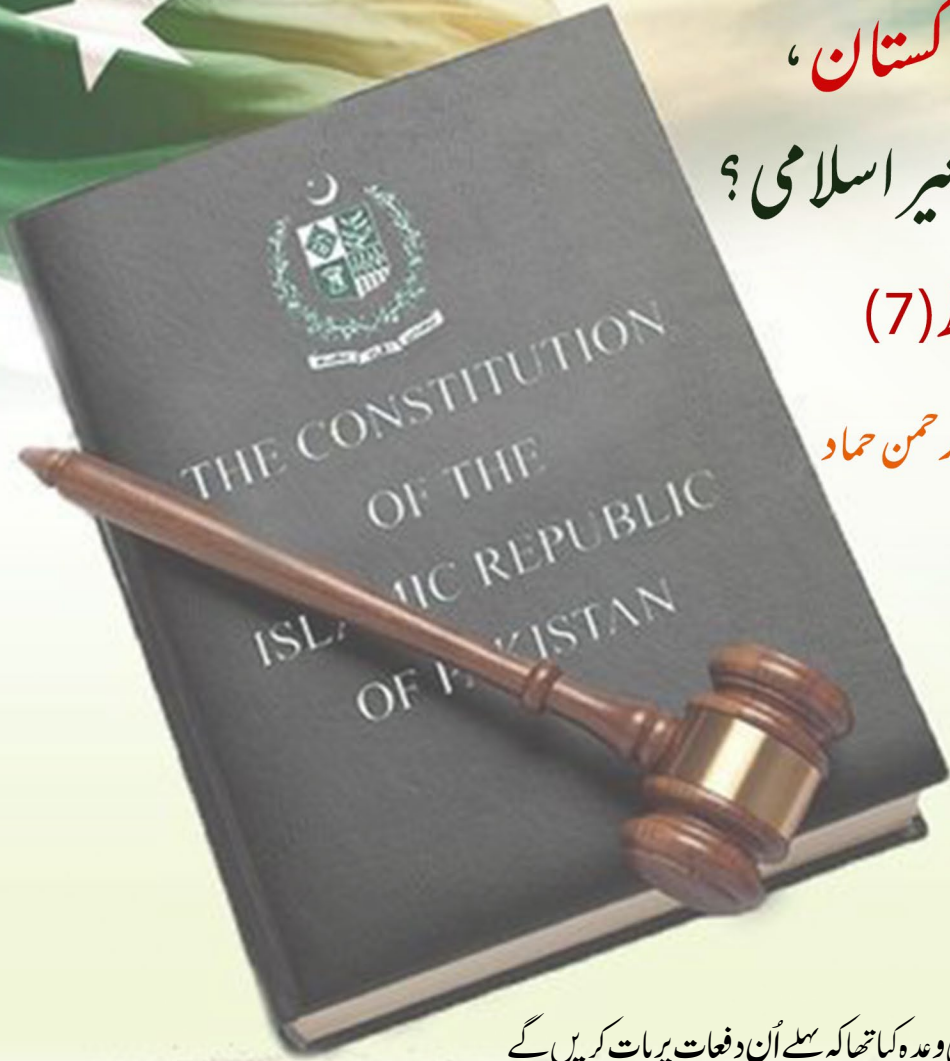
گزشتہ سے پیوستہ قسط میں وعدہ کیا تھا کہ پہلے اُن دفعات پر بات کریں گے جنہیں آئین پاکستان کے اسلامی ہونے کے لئے عموماً لوگ پیش کرتے ہیں، مگر ریاستِ پاکستان کا افغان مہاجرین کے بارے میں ظالمانہ فیصلے کے آنے کے بعد حالاتِ حاضرہ کے پیشِ نظر اس پر گزشتہ قسط میں بات کی۔ اس دفعہ ارادہ تھا کہ فلسطین کے قضیے میں پاکستانی ریاستی اداروں کی مجرمانہ خاموشی کو موضوعِ بحث بناؤں مگر گزشتہ شمارے میں اس بارے میں کئی مضامین شائع ہونے کی وجہ سے اپنے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کا سوچتے ہوئے اس پر کام شروع کیا۔

معزز قارئین! آئین پاکستان میں دوسری دفعہ، جسے بعض حضرات اس کے اسلامی ہونے کے لیے بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں دفعہ ۲۲۷ ہے، ہم قارئین کرام کے سامنے اس دفعہ کے الفاظ پیش کرتے ہیں اور بعد میں اس پر تبصرہ کریں گے، اس دفعہ کے الفاظ درج ذیل ہیں:

(۱) تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے، اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو۔

[تشریح: کسی مسلم فرقے کے قانون شخصی پر اس شق کا اطلاق کرتے ہوئے، عبارت "قرآن و سنت" سے مذکورہ فرقے کی ہوئی توضیح کے مطابق قرآن اور سنت مراد ہو گی۔ (فرمان دستور، ترمیم سوم، ۱۹۸۰ء]

(۲) شق (۱) کے احکام کو صرف اس طریقہ کے مطابق نافذ کیا جائے گا جو اس حصہ میں منضبط ہے۔

(۳) اس حصہ میں کسی امر کا غیر مسلم شہریوں کے قوانین شخصی یا شہریوں کے بطور ان کی حیثیت پر اثر نہیں پڑے گا۔

یہ ہیں اس آرٹیکل کے الفاظ، اس آرٹیکل میں صاف طور پر یہ نہیں کہا گیا ہے کہ پاکستان کا قانون قرآن و سنت اور وہ احکام ہیں جو فقہائے کرام نے قرآن و سنت سے مستنبط کئے ہیں، بلکہ اس دفعہ میں صرف اتنی بات ہے کہ موجودہ قوانین کو قرآن و سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، بذاتِ خود اسلامی احکام کو قانونی حیثیت حاصل نہیں، بلکہ انگریز کے بنائے ہوئے قوانین کو اسلامیانے کا کام ایسے لوگوں کے سپرد کیا گیا

ہے۔جو دین بیزار ہیں (جیسے جاوید غامدی، قبلہ آیاز) حالانکہ موجودہ غیر اسلامی قوانین کے اسلامیانے کا عمل انتہائی خطرناک ہے، اس سے اسلامی احکام کا مقصد ہرگز پورا نہیں ہوسکتا جیسا کہ ہم نے گزشتہ قسط میں شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے حوالے سے اس پر تفصیلاً بات کی، اس بارے میں مفتی صاحب کے کلام کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر ہماری حتمی رائے یہ ہے کہ ان بنیادی قوانین کی حد تک (جن میں بنیادی تصورات اور اقدار کا اختلاف ہے) محض مروجہ قوانین میں پیوند کاری (patch wrok) کر کے اسلامی قوانین کے حقیقی منزل حاصل نہیں کی جاسکتی، حقیقی منزل یہی ہوئی کہ تمام ایسے قوانین کو فقہی سانچے میں ڈھال کر اپنی قومی زبان میں مدون کیا جائے۔ (نفاذ شریعت اور اس کے مسائل، ص: ۶۵)

دوسری بات یہ کہ اس دفعہ میں مستقبل کے لیے اس قسم کا وعدہ نہیں کیا گیا ہے کہ آئندہ کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو قرآن وسنت کے مخالف ہو، اور اگر بنایا گیا تو وہ تناقض کی حد تک کالعدم ہوگا، جس طرح اسی آئین میں بنیادی حقوق کے بارے میں دفعہ ۸ میں کہا گیا ہے کہ:

(۱) کوئی قانون، یا رسم یا رواج جو قانون کا حکم رکھتا ہو، تناقض کی اس حد تک کالعدم ہوگا جس حد تک وہ اس باب میں عطا کردہ حقوق کا نقیض ہو۔

(۲) مملکت کوئی ایسا قانون وضع نہیں کرے گی جو بایں طور عطا کردہ حقوق کو سلب یا کم کرے اور ہر وہ قانون جو اس شق کی خلاف ورزی میں وضع کیا جائے اس خلاف ورزی کی حد تک کالعدم ہوگا۔

تیسری بات مذکورہ دفعہ ۲۲۷ میں ابہام سے کام لیا ہے کہ "جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے، اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو"۔

اس میں دو جگہ ابہام ہے، ایک: «جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے»، ابہام یوں ہے کہ موجودہ قوانین سے مراد وہ قوانین ہیں جن کا تذکرہ اس حصہ نہم میں ہے صرف انہیں اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، باقی قوانین کے بارے میں یہ دفعہ ساکت ہے، اور یہ احتمال بھی ہے کہ پاکستان میں رائج تمام قوانین مراد ہوں۔ اور دوسری جگہ: «ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو» اس میں ابہام اس طرح ہے کہ مذکورہ احکام سے مراد وہ دفعات ہیں جو اس حصہ نہم میں درج ہیں، اور یہ احتمال بھی ہے کہ مذکورہ احکام سے مراد اسلامی احکام ہوں۔ بہر حال! اس مبہم اور ناقص دفعہ کی وجہ سے بعض لوگ آئین کے اسلامی ہونے کی بات کرتے ہیں، جو حد درجے باعث تعجب ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اگر اس دفعہ کا وہی مطلب لیا جائے جسے بعض لوگ آئین پاکستان کے اسلامی ہونے کے لئے توڑ مروڑ کر بطور دلیل پیش کرتے ہیں تب بھی عمل کی دنیا میں اس دفعہ نے کچھ بھی نہیں کیا، پاکستان بنے ۷۶ سال گزرے مگر آج تک پاکستان کے بیشتر قوانین غیر اسلامی ہیں، (تعزیراتِ پاکستان سمیت پاکستان کے پورے عدالتی قوانین پر کام چل رہا ہے، ان شاء اللہ ان میں غیر اسلامی قوانین کی نشاندہی کسی اور موقع پر کی جائے گی) پاکستان کے عدالتی نظام میں انفرادی معاملات سے لیکر اجتماعی امور تک اکثر وہی قوانین ہیں، جو پاک وہند پر انگریزوں کی طرف سے نافذ کردہ تھے، البتہ تعزیرات کے باب میں پہلے اس کا نام "تعزیراتِ ہند" تھا اور اَب اس کا نام "تعزیراتِ پاکستان" پہلے (انگریز دور میں) بھی چور کو مالی جرمانے یا چند سال قید کی سزا دی جاتی تھی اور اَب بھی، پہلے بھی زانی وزانیہ کی وہ سزا نہ تھی جو قرآن وسنت میں مذکور ہے اور اَب بھی نہیں، پہلے بھی حدِ قذف کی سزا معمول بہا نہیں تھی اور اَب بھی، پہلے بھی شراب نوشی کی سزا کوڑوں کی شکل میں نہیں دی جاتی تھی اور اَب بھی، بلکہ اَب تو پرمٹ حاصل کر کے شراب کا کاروبار اور پینا اور پلانا عام ہے، موجودہ سیکولر لابی کی کھلی چھوٹ کی وجہ سے اسے گناہ تک نہیں سمجھا جاتا، فحاشی عروج پر ہے، اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ فحاشی حکومتی سرپرستی میں فروغ پا رہی ہے۔ سودی کاروبار حکومتی سطح پر (بینک، انشورنس وغیرہ کی شکل میں) جاری ہے، مگر تعجب ہے اُن نام نہاد مذہبی سکالرز اور درباری علماء پر کہ جو اس سب کچھ کو دیکھنے اور سمجھنے کے باوجود اِس آئین کے تقدس کے قائل اور داعی ہیں۔

اگر ذرا بھی حق بینی کا مظاہرہ کیا جائے تو اس بات کے سمجھنے میں دیر نہیں لگے گی کہ موجودہ جمہوری سسٹم میں ہزار سال گزرنے کے باوجود لارڈ میکالے کے بنائے ہوئے قوانین کو اسلامی بنانے کا عمل پورا نہیں ہوسکتا، الّا یہ کہ وطنِ عزیز میں حقیقی اسلامی انقلاب لا کر ان کی جگہ اسلامی فقہ کو نافذ کیا جائے۔

قارئینِ کرام سے گزارش ہے کہ آئین پاکستان کے اس دجل وفریب میں ہرگز نہ آئیں کہ اس میں بعض جگہ اسلام کا نام لیا گیا ہے، جا بجا اسلامی احکامات کا تذکرہ ہے۔ اس قسم کی باتیں صرف اس مقصد کے لئے لکھی جاتی ہیں کہ دیندار طبقے کو امید کی گھاٹیوں میں رکھ کر عملاً بے دینی کے لئے راہ ہموار کی جائے، عوام کو سیکولرازم کی طرف راغب کیا جائے، معاشرے کو کج روی کا دلدادہ بنایا جائے، وغیرہ وغیرہ۔

جاری ہے...
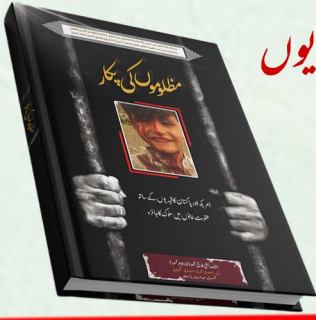
مفتی طارق محسود (رکن رہبری شوری و اعلامی کمیشن تحریک طالبان پاکستان) کی قیدیوں کے حوالے سے لکھی گئی کتاب

مظلوموں کی پکار قسط (6)

ا: یہود نے پہلی رکاوٹ "قلتِ تعداد" کا ازالہ ہمنواؤں کے ذریعے کیا:

عیسائیوں کے کلیسائی نظام میں جب خرابیاں بہت زیادہ ہوئیں تو اصلاح کی خاطر ایک جرمنی پادری «مارٹن لوتھر» نے ایک اصلاحی تحریک شروع کی جس کے بنیادی نکات درجِ ذیل ہیں:

۱: انسان کا خدا سے تعلق کسی کلیساء یا پادری کا مرہونِ منّت نہیں بلکہ بلا واسطہ تعلق ہے۔

۲: کسی پادری کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی کے گناہ بخشوا کر اسے جنت کی ضمانت دے سکے۔

۳: اللہ انسان کے ساتھ تورات اور انجیل دونوں کے ذریعے خطاب کرتا ہے۔

۴: تورات پر عمل کے بعد ہی عیسائی کفارے کی عقیدے کی حقیقت پا سکتے ہیں۔

۵: کتب مقدّسہ کا پڑھنا اور سمجھنا ہر عیسائی کا حق ہے۔

۶: عیسائیت میں پپتسمہ، عشائیہ، ربانی اور چند رسوم کے علاوہ دیگر رسوم بدعت ہیں، جن میں سینٹ (ولی اللہ) یا راہب کی قبروں پر جانا اور انہیں وسیلہ بنانا شامل ہے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ اس تحریک کے نتیجے میں عیسائیت میں ایک ایسا نیا فرقہ پیدا ہوگیا، جو یہودیوں کو دین میں اپنا بڑا بھائی قرار دیتا تھا۔ اور نہ صرف "عہد نامہ عتیق" کو اپنا دینی ماخذ سمجھتا تھا، بلکہ یہودیوں کے عقائد (ارض الموعودہ، ہیکل سلیمانی، دعائے دانیال) پر بھی یقین رکھتا تھا اور ان کو یہودیوں کا حق سمجھتا تھا۔ اس کو آج "پروٹیسٹنٹ" فرقہ کہا جاتا ہے۔ اس طرح یہودیوں کو عیسائیوں میں اپنا ہمنوا مل گیا۔ یہ طبقہ یہود کا سب سے بڑا حامی طبقہ ہے، اس بات پر امریکہ اور برطانیہ کی تاریخ گواہ ہے، کہ جہاں اس فرقے کو سیاسی اثر و رسوخ مل گیا ان کے سیاسی زعماء کو صیہونی عیسائی کہا جانے لگا۔

صیہونی تحریک ۱۸۸۰ء میں وجود میں آئی، صیہونی ارضِ فلسطین میں ایک پہاڑ کا نام ہے، صیہونیت سے مراد وہ یہودی اور غیر یہودی تنظیمیں ہیں جو ریاست اسرائیل یعنی «ارضِ موعودہ» کے حصول کے لئے عملی جد و جہد کر رہے ہیں۔ اور خود «لوتھر» کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ نسلاً یہودی تھا۔

مارٹن لوتھر کے دورِ حیات میں اگرچہ اس فرقہ کو عروج نہیں ملا مگر بعد میں «زونگلی، اور کال ون» جیسی شخصیات کے بل بوتے پر اس فرقے کو کافی تقویت ملی یہاں تک کہ پروٹیسٹنٹ فرقہ کلیسائے روم کے مدِمقابل ایک قوت کی شکل اختیار کر گیا، مگر رومن کیتھولک عیسائیوں نے ریاستی جبر کے ذریعے انہیں بددین قرار دیکر دبا دیا، مگر ختم ہونے کی بجائے مزید تیز ہوگئے۔

پروٹیسٹنٹ کا لغوی معنیٰ احتجاج کا ہے اور یہ نام اس لئے دیا گیا کہ جب کیتھولک چرچ نے ان کے خلاف تین سالہ رواداری ختم کرنے کا اعلان کیا جس کے نتیجے میں شامل شہزادوں نے احتجاج کیا اس احتجاج کی بناء پر لوتھرین فرقے کا نام پروٹیسٹنٹ پڑ گیا۔

خلاصہ کلام یہ، کہ یہودیوں کو عیسائیت میں اپنے ہمنوا مل گئے، اور وہ تقریبا تمام عیسائیوں کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہوئے کہ فلسطین پر حکومت کا حق یہودیوں کا ہے، یہاں تک کہ عیسائی یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف غیر اعلانیہ اتحاد میں شامل ہوگئے۔ اور بہت سے یہودیوں کے عقائد ارض الموعودہ ہیکل سلیمانی اور عظیم تر اسرائیل کے قیام میں شامل ہیں۔

اور اس میں بھی شک نہیں کہ آج تمام مسلم دنیا میں ہر ملک میں یہودیوں کو مسلمانوں کی شکل و صورت میں بہتر ہمنوا مل چکے ہیں۔ تمام مسلم مما لک میں روشن خیال، ماڈرن مسلمان حضرات ناسمجھی میں یہود کے ہمکار ہوئے ہیں۔ اور یہود کے مقاصد عظمی کی تکمیل میں بڑے فخر کے ساتھ مصروف

عمل ہیں۔

دوسری رکاوٹ اللہ تعالیٰ کے حاکمیت اعلی کے نظریے کو سیکولرازم کے مختلف شکلوں کے ذریعے ختم کیا:

یہودیوں کے لئے مقاصدِ عظمٰی کے حصول میں دوسری اہم رکاوٹ پوری دنیامیں حاکمیت اعلیٰ کانظریہ تھا، جس کو یہود نے سیکولرازم (لادینیت) کے ذریعے ختم کیا، سیکولرازم مختلف اداروں میں مختلف حربوں کے تحت استعمال ہوا۔

جس کاخلاصہ یہ ہے کہ انقلابِ فرانس پر اس تحریک کے فلسفیوں نے عقل کی بنیاد پر عیسائی مذہب کو مسترد کر دیا، کلیسا اور بادشاہتوں کے اختیارات کو ختم کر کے جمہوریت کو نافذ کر دیا گیاپھر رفتہ رفتہ پورے یورپ میں جمہوری انقلابات برپاہوناشروع ہوگئے، یعنی یہ تحریک یورپ کے عوام میں دین بیزاری سے پڑی، جس کی بدولت یورپی عوام میں نئی لادین فکر کواپنانے کی امادگی پیدا ہوئی، جوبعد میں عقلیت پرستی کی راہ سے گزر کر انقلابِ فرانس کی شکل میں عیسائی مذہب سے چھٹکارہ پانے پر فتحیاب ہوئی۔ سب سے پہلالادین انقلاب امریکہ میں آیا جسے American Revolution کہاجاتاہے، اور آج ہم تمام مسلم ممالک میں اس لادینیت کامشاہدہ کر رہے ہیں، مذہب بیزار طبقہ ہر اسلامی ملک پر حاوی نظر آرہاہے، اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ جو کہ جمہوریت کا سچے دل سے دلدادہ ہے، جمہوریت کے نفاذ میں ایڑھی چوٹی کازور لگارہاہے، اور عضب یہ ہے کہ اکثران میں سے جمہوریت کی ارتقائی منازل سے بالکلیہ ناقاقف ہیں۔

اور بہت ہی دردوافسوس کامقام ہے، کہ یہ روشن خیال تعلیم یافتہ طبقہ اس جاہلیت پر فخر بھی کرتاہے۔ اور اس کفروشرک پر مبنی تصورات اور خیالات جاننے کی وجہ سے اپنے کوبڑا سمجھدار، دانشور، مفکر اور مدبر خیال کرتا ہے، اور ان کفریات اور شرکیات سے ناواقف لوگوں کو جاہل اور تاریک خیال تصور کرتاہے، ان روشن خیال حضرات کی جہالت اور دانشوری پر صدہاصد ماتم کیاجائے تو بہت ہی بجاہوگا۔

قارئین حضرات اور بالخصوص معترضین اس بات کواچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ ان قیدیوں اور زخمیوں کا یہ پس منظر ہے جوگزر گیا، یہ لوگ ویسے منہ اٹھاکر میدانِ کارزار میں نہیں آئے ہیں۔ یہ لوگ ایک مخصوص فکر، سوچ اور نظریے کے تحت اس میدان میں اترے ہیں۔

قارئیں حضرات! آیئے! اس سے بھی پیچھے یعنی صفری نکتے سے ہمارے خلاف برسرِپیکار دشمن کے ساتھ اختلاف کی تفصیل بیان کئے دیتاہوں، تاکہ اپ لوگوں کواچھی طرح یقین ہوجائے کہ ان قیدیوں کاایک پس منظر ہے۔

انسان کی پیدائش میں نزاع:

مغربی افکار کے ساتھ اسلام کابنیادی اینٹ انسان کی پیدائش میں اختلاف ہے۔

فلاسفہ کے نزدیک انسان خود بخود آیاہے، ڈیکارٹ، روسو، جان لاک، کانٹ وغیرہ کانظریہ یہ ہے کہ انسان جب پیدا ہوا تو وہ ناتجربہ کار تھااور بیرونی دنیا سے خوف کھاتے ہوئے وہ کسی جائے پناہ کامتلاشی تھا، اس حالت میں اس نے اپنے ذہن میں فوق الفطرت ہستی کو تخلیق کیاجس کے تصور سے وہ اپنے آپ کوامن وراحت دلاسکے، اس فرضی ہستی کووہ اپناخالق سمجھ بیٹھا اور رفتہ رفتہ انسانی گروہوں نے مختلف صورتوں کے خالق بناکر انہیں پوجناشروع کر دیا۔ اس طرح مختلف مذاہب وجود میں آئے، لیکن قبل از انقلابِ فرانس کے طویل تجربات کے بعد انسان اپنے بارے میں اتناتجربہ کار ہوگیاکہ اسے راہنمائی کے لئے اب نہ کسی مذہب کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی خدا کی ضرورت ہے۔

کہتے ہیں: انسان اگرچہ آزاد پیدا ہوامگر مذہب کی تخلیق کے بعد وہ اسی کا غلام بن کر رہ گیا، اور خودہی اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو مخلوق بنادیا، حالانکہ در حقیقت انسان کانہ توکوئی خالق ہے اور نہ ہی وہ مخلوق، وہ تودراصل ایک ہیومن ہے جواپنے جیسے ہیومن کے ساتھ مل کر ہیومینیٹی یعنی انسانیت کو تشکیل دیتاہے۔

'نطشے' نے کہاکہ خدامر گیاہے۔ "فوکالٹ" نے کہاکہ انسان بھی مرگیا ہے۔ یہ مرنے والاوہی انسان تھاجوعہدِ ظلمات میں جی رہاتھا۔ "مشل فو" کہتاہے کہ انسان تواٹھارویں صدی میں پیدا ہواہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اہلِ مغرب کے نزدیک انسان وہ ہے جو آزادی، مساوات، جمہوریت پریقین رکھتاہو، وہ آزادخیال ہو، لبرل ہو، اور اس کے برعکس جو انسان اب بھی خدا، وحی، رسولوں، آخرت اور قیامت پر یقین رکھتاہو وہ ان کے نزدیک انسان نہیں ہوسکتا۔

ان فلاسفہ کے نزدیک انسان کی زندگی کامقصد خواہشات کی تکمیل ہے، اور تکمیلِ خواہشات کے لئے بنیادی چیز سرمایہ ہے۔ اس بناپر سرمایہ دارانہ نظام بھی وجود میں آیا۔

اسلامی نقطۂ نظر سے انسان ''عبد'' ہے، اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے اور انسان کی زندگی کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ'' اس آیت میں فلاسفہ کے دونوں باتوں کی تردید ہے کہ انسان خود بخود آیا ہے نہ اس کا خالق ہے اور نہ یہ مخلوق ہے، دوسری بات یہ کہ انسان کی زندگی کا مقصد سرمایہ میں بڑھوتری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''خَلَقْتُ'' کہ انسان کو میں نے پیدا کیا خود بخود پیدا نہیں ہوا، انسان کے مقصد کے متعلق فرماتے ہیں ''اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ'' کہ انسان کی زندگی کا مقصد عبادت ہے نہ کہ سرمائے میں بڑھوتری۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا'' علما حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں اس بات کا واضح بیان ہے کہ انسان کے اوپر ایک ایسا زمانہ گزرا ہے کہ اس کا نام و نشان بھی نہیں تھا، یہاں سے فلاسفہ کے اس بات کی نفی ہے۔ جو کہتے ہیں کہ انسان ہمیشہ سے ہوتا چلا آرہا ہے عدم کا اس پر کوئی زمانہ نہیں گزرا ہے وغیرہ۔ اس موضوع پر کافی سارے دلائل موجود ہیں مگر یہاں میں مختصراً اس بات کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ وہ حضرت انسان جو کائنات کا محور سمجھا جاتا ہے، آگے جو نظام ہا بنائے جاتے ہیں ان میں اس انسان کا عمل دخل ہے، اس انسان کے لئے یہ اصول و قوانین بنائے جاتے ہیں، اور ان قوانین کو مرتب کرنا اور ان کا اجرا بھی اس حضرتِ انسان ہی کا کام ہے، تو سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جب انسان کی ڈیفینیشن (تعریف) میں اتنا فرق ہے تو آگے اس کے متعلق قوانین میں ظاہر بات ہے کہ زمین آسمان کا فرق ہوگا، جس کا مشاہدہ آج ہم ہیومن رائٹس کی شکل میں کر رہے ہیں، اس کے علاوہ مسلم ممالک پر کفار کا یلغار بھی اسی فرق کا نتیجہ ہے۔ مسلمانوں میں تاریک خیالی اور روشن خیالی یا سیکولر، تہذیب یافتہ اور دہشت گرد، انتہاپسند وغیرہ کی جو تقسیم مغرب نے کر رکھی ہے اور گراؤنڈ ریئلیٹی بھی یہی ہے اس کی بنیادی وجہ بھی انسان کی تعریف میں یہی فرق ہے۔ اور غضب یہ ہے کہ بہت سے مسلمانوں کو ماڈرن پنے کے نشے اور مغرب کی اندھی تقلید کی وجہ سے اس باطل تقسیم کا ادراک تک بھی نہیں، بس حضرت صاحب کو ماڈرن بننے کے لئے سیکولر یا روشن خیال کا نام کافی ہے۔

اب یہ ایک ضروری امر ہے کہ انسان کو دو حصوں میں تقسیم کرنے والے نظریے کا اثر ریاست کی تحلیل پر بھی پڑے گا، آگے ہم اس تقسیم کے تناظر میں ریاست کے وجود کے متعلق بحث کرتے ہیں۔

بسم اللہ، نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

اما بعد:

فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴾ (سورة هود: ١١٣)

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ وَلَوْ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ» (سنن ابن ماجه)

دنیا کی زندگی (جتنی بھی لمبی ہو جائے) مختصر ہے، اور آخرت کی زندگی نہ ختم ہونے والی زندگی ہے، عقلمند ہے وہ شخص جو آخرت کی بھلائی کے لیے دنیا کی زندگی داؤ پر لگائے اور انتہائی بے وقوف ہے وہ شخص جو دنیاوی آسائش، زیبائش، خواہشات اور مناصب کے لیے اُخروی زندگی تباہ و برباد کرے۔

اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے ملک "پاکستان" میں ۷۶ سال سے دیندار طبقے کے ساتھ ریاستی سطح پر جو ظلم ہو رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، ناموسِ رسالت کے لیے آواز اٹھانے والے ہزاروں دیندار مسلمان ریاستی جبر و استبداد کا شکار ہوئے، ناموسِ صحابہ کے لیے آواز اٹھانے والے بے شمار علماء، طلباء اور دیندار مسلمانوں کو ریاستی اداروں کی نگرانی میں گلی گلی اور قریہ قریہ شہید کیا گیا، اور ان کے قاتلوں کو پکڑنے اور سزا دلوانے کے لیے آواز بلند کرنے والے ہزاروں عاشقانِ صحابہ کو حکومتی رٹ چیلنج کرنے کے بہانے سالہا سال تک پابند سلاسل کیا گیا، افغانستان و کشمیر میں جہاد کرنے والے مجاہدین میں سے بہت کم ایسے ہوں گے جو ریاستی جبر کے شکار نہ ہوئے ہوں، اربابِ مدارس کے ساتھ حکومتی رویہ سوتیلی ماں سے کسی صورت کم نہیں رہا ہے، مختلف بہانوں سے مدارس پر چھاپے لگاتے ہیں، علماء طلباء کو پکڑ کر لے جا کر ٹارچر کرتے ہیں، اگر اس سے بھی مدارس والے کنٹرول نہ ہوں تو اپنے غنڈوں کے ذریعے سرتابی کرنے والے مدارس کے علماء اور طلبہ پر وقتاً فوقتاً فائرنگ کا سلسلہ چلتا ہے۔

گزشتہ تین دہائیوں سے یہی کچھ دیکھنے میں آیا ہے، ایک کراچی ہی کی مثال لے لیں، جامعہ فاروقیہ، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی مختلف شاخوں گلشن عمر وغیرہ، جامعہ دار الخیر گلستان جوہر، احسن العلوم گلشن اقبال وغیرہ کے متعدد علماء اور طلباء کو حکومتی ایما اور سازش پر شہید کیا گیا، گزشتہ دنوں ایک بار پھر مدرسہ گلشن عمر کے طلبہ پر فائرنگ کی گئی جس میں کئی طلبہ شہید و زخمی ہوئے۔ اسی طرح جامعہ ابوبکر کراچی کے مہتمم مولانا ضیاء الرحمن صاحب کو ٹارگٹ کیا گیا، مستونگ میں ۱۲ ربیع الاول کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس میں حکومتی اداروں نے دھماکہ کرایا، جس میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے، جبکہ ایک سال کے دوران کئی کشمیری مجاہدین کو بھی ریاستی اداروں کی طرف سے ٹارگٹ کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ مولانا شاہ لطیف صاحب کو سیالکوٹ، سید خالد رضا کو کراچی، بشیر احمد پیر عرف امتیاز عالم کو اسلام آباد اور زاہد اخند کو اختر کالونی کراچی میں شہید کیا گیا۔

ایسے میں حالات کی نزاکت کو سمجھنے کا تقاضا تو یہ تھا کہ تمام دیندار طبقات اکھٹے ہو کر اس ظلم و جبر کی بساط کو لپیٹنے کے لیے کمربستہ ہو جاتے، انگریزوں کی بقیہ جات کو اس پاک وطن سے نکال باہر کرتے، اُلٹا اُن لوگوں کو کوسنا شروع کیا جو اسی دیندار طبقے کو نجات دلانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تھے، جنہوں نے ظالم ریاستی اداروں کی دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا، جو دیوانہ وار مغرب کی غلام افواج اور سفاک خفیہ اداروں کے خلاف برسرِپیکار تھے، جو بیک وقت عالمی دہشت گرد امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو

افغانستان و پاکستان میں ناکوں چنے چبوانے میں مصروفِ عمل تھے، ایسے حالات میں دیندار طبقے کی ذمہ داری بنتی تھی کہ کھلے عام ان کی پشت پناہی کرتے، ان کے ہاتھ مضبوط کرتے، ان کی اخلاقی سپورٹ کرتے، ان کی مالی مدد کرتے، ان کے حق میں سڑکوں پر آکر لادین ریاستی اداروں کو سیاسی پریشر تلے لے آتے، حکومت اور ظالم سیکیورٹی اداروں کو مجبور کرتے کہ وزیرستان تا سوات جو ظلم شروع کر رکھا ہے اسے ختم کرو، اور انہیں نصیحت کرتے کہ پورے ملک میں مجاہدین اور دیندار طبقے کے خلاف جو کریک ڈاؤن شروع کر رکھا ہے اس پر قوم سے معافی مانگو، مگر تعجب اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اکثر دیندار طبقات نے خاموش رہ کر اس زرین موقع کو گنوادیا، اور حکومت نے اپنے بعض گماشتوں کے ذریعے دینی طبقات کی ترجمانی کے نام پر اپنے حق میں اور ظالم و سفاک سیکیورٹی اداروں کے حق میں فتوے جاری کروا دیئے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ علمائے حق سر پر کفن باندھ کر میدان میں اتر آتے مگر ایک بار پھر خاموشی چھائی رہی، ان سرکاری فتاویٰ جات کی تردید کے واسطے قربانی دینے کے لیے چند ایک کے سوا کوئی میدان میں نہیں آیا، اُلٹا بعض سے زبردستی، بعض سے لالچ دیکر اور بعض کو بلیک میل کر کے دستخط بھی لے لیے۔

چنانچہ انہی فتاویٰ جات کی اساس پر ظالم سیکیورٹی ادارے دو دہائیوں سے ملک بھر میں ہزاروں مجاہدینِ اسلام کو جعلی مقابلوں میں انتہائی بے دردی سے شہید کر چکے ہیں اور آج بھی یہ سلسلہ بڑی تیزی کے ساتھ جاری ہے، جس علاقے میں مجاہدین کے ہاتھوں سیکیورٹی اداروں کی ٹھکائی ہوتی ہے تو اپنی خفت مٹانے اور عوام میں اپنا مورال برقرار رکھنے کی خاطر اُن بیچارے قیدیوں کو لاکر شہید کر دیتے ہیں جو اِن ظالم و سفاک اداروں کے ساتھ کئی کئی سال سے خفیہ سیلوں میں اتنے نحیف و لاغر ہو چکے ہوتے ہیں کہ اُن کی آنکھیں دھنسی ہوئی ہوتی ہیں، سالہا سال تک دھوپ نہ ملنے کے سبب ان کے چہرے سفید اور پیلے ہو چکے ہوتے ہیں، اِن جعلی مقابلوں میں شہید کیے گئے مجاہدین کی تصاویر اور ویڈیوز دیکھنے سے ہر کوئی بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ کسی بھی شہید کا وزن چالیس کلو سے بڑھ کر نہیں ہوگا، اور اُن میں اکثر کے سر کے بال مشین یا بلیڈ سے کاٹے ہوئے ہوتے ہیں، حالانکہ جن لوگوں نے مجاہدینِ اسلام کا حقیقی نظارہ دیکھا ہے یا دیکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ میدانِ جنگ میں برسرپیکار مجاہدین کا حلیہ ایسا نہیں ہوتا۔

اگر یہ مجبور و مقہور قیدی شہداء کل قیامت میں اللہ رب العالمین کے حضور میں اپنا مقدمہ اُن علماء کے خلاف دائر کریں کہ ان کے فتویٰ کو اساس بنا کر سیکیورٹی اداروں نے ہمیں شہید کیا تو اُن کا کیا جواب ہوگا؟۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ وَلَوْ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ“ یعنی جس شخص نے کسی مؤمن کے قتل پر ایک کلمے کے ذریعے بھی مدد کی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے مابین لکھا ہوگا: ”اللہ کی رحمت سے ناامید“۔

بعض مجاہدین سے سرزد غلطیوں کو بنیاد بنا کر ظالموں کے ہاتھ میں چھری تھمانا اور انہیں مجاہدین کو شہید کرنے کا سرٹیفکیٹ دینا کونسا مسئلے کا حل ہے؟ اگر غلطیوں اور غیر شرعی امور کو بنیاد بنا کر کسی کے خلاف فتویٰ دینا ضروری ہی ہو تو افواجِ پاکستان کے مظالم سے آنکھیں بند کرنا کونسا انصاف ہے؟ وزیرستان، درہ آدم خیل، خیبر ایجنسی، اورکزئی ایجنسی، مہمند ایجنسی، باجوڑ ایجنسی، دیر و سوات سمیت پورے ملک میں امریکی ایما پر آپریشنز کے دوران لاکھوں مسلمانوں کو بے گھر کرنا، ہزاروں کو شہید کرنا، ہزاروں کو لاپتہ کرنا، عمومی بمباری اور گولہ باری کر کے مساجد و مدارس کو نشانہ بنانا، برادر پڑوسی اسلامی ملک کے خلاف فضائی، زمینی اور لاجسٹک سپورٹ مہیا کرنا، مسلمانوں کو پکڑ کر امریکہ کے حوالہ کرنا انہیں نظر نہ آیا کہ اس کے خلاف بھی فتویٰ دیکر ریاستی اداروں کو باز رہنے کا کہیں؟؟؟!!!

اگر مجاہدین سے ناجائز کام سرزد ہوئے ہیں تو زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ یہ کام ان سے ناسمجھی میں ہوئے ہوں گے، کیونکہ پوری زندگی اسلام کے نفاذ کے لئے جان، مال اور عزت کی قربانی دینے والوں کے بارے میں خیر کا گمان کرنا چاہئے، جبکہ بالمقابل پاکستان کے ریاستی اداروں نے پاکستان بننے سے لیکر آج تک اسلام دشمنی ہی کی ہے، اس لئے ان کے کالے کرتوت اور مظالم کو لاعلمی اور ناسمجھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ علماء کو زمینی حقائق کا ادراک کر کے فتویٰ دینا چاہئے، مسلمانوں کی جان، مال اور عزت و آبرو کے بارے میں بلا تحقیق و تدقیق فتوے دینا مناسب اقدام نہیں، (سلفِ صالحین ایسے معاملات میں بہت احتیاط کرتے تھے) ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر نہ خود ظلم کرتا ہے اور نہ کسی مسلمان پر ظلم ہونے دیتا ہے، مسلمان کو چاہئے کہ ظالم کا ہاتھ روکے، نہ یہ کہ اس کا ہاتھ مضبوط کرے۔ اللہ رب العالمین کے دربار میں اپنی گلوخلاصی کے لیے اَب بھی موقع ہے کہ رجوع کیا جائے۔

لمحوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین

افغانی قوم کے انقلاب اور ان کی قوت کا سرچشمہ

کابل یونیورسٹی میں سعودی سفیر اور بڑی تعداد میں طلبہ کی موجودگی میں مفکر اسلام سید ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ کا خطاب

محترم سفیر صاحب سعودی عرب، وائس چانسلر، سربراہان شعبہ جات، اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ!

اس وقت میرا دل مسرت کے جذبات سے لبریز ہے کہ ان روشن اور تابناک چہروں اور معزز و محترم حضرات کے سامنے کھڑے ہونے کا زریں موقع نصیب ہوا، عرصہ سے میرے دل میں یہ تمنا کروٹیں لے رہی تھی کہ اس عزیز و محبوب ملک کو قریب سے دیکھنے کی سعادت حاصل کروں جس کے بارے میں میں نے بہت کچھ سن رکھا تھا، بہت کچھ پڑھ چکا تھا اور میں کہہ سکتا ہوں جیسا کہ بعض مواقع پر کہا بھی... کہ اس کی تاریخ میں اس کے غزوات اور اس کی فتوحات کی داستانوں میں میں نے زندگی گزاری ہے۔ اس کی جینیس اور عبقری شخصیتوں نے فتح و ظفر سے بہرہ مند سورماؤں اور غیر معمولی افراد کے حالات و تراجم میں اپنی عمر کا بڑا حصہ صرف کیا ہے جنھوں نے علم اور اسلام کے نور سے ان سربفلک پہاڑوں کے اس پار ہندوستان اور اس کے پڑوسی ملکوں کو منور کیا، اس لئے سعادت و مسرت کا احساس نہ غیر فطری ہے نہ اس میں کوئی تعجب کی بات ہے۔ یہ ایک مسلمان کے دلی جذبات ہیں جو ان پہاڑوں کے دامن میں بسنے والے مسلمان بھائیوں سے ملاقات کے وقت ابل رہے ہیں، مچل رہے ہیں، دوگونہ مسرت اس پر ہے کہ آپ حضرات نے اس مجلس میں شرکت اور خطاب کا موقع عنایت فرمایا میں اپنے دورہ افغانستان، اس ملاقات اور اس مجلس میں شرکت کا موقع دینے پر صمیم قلب سے آپ حضرات کا شکر گذار ہوں۔

محترم حاضرین! آپ حضرات اور خاص طور سے ادب اور تاریخ کا ذوق رکھنے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ افغانی قوم ان قدیم اقوام میں سے ہے، جو سیکڑوں اور ہزاروں سال سے آزادی اور عزت و سر بلندی کی زندگی گذار رہی ہے۔ اللہ تعالی نے قدیم زمانہ ہی سے اسے غیر معمولی انسانی قوتوں اور صلاحیتیوں سے نوازا ہے۔ دوستو! میرا ذوق تاریخی رہا ہے اور میں اس کے اظہار میں کوئی تکلف محسوس نہیں کرتا کہ تاریخ کے مطالعہ و تحقیق میں میری عمر گذری ہے۔ یہی میرا محبوب ترین موضوع رہا ہے۔ میں اپنے تاریخی ذوق سے مجبور ہو کر آپ حضرات کے سامنے یہ سوال رکھنا چاہتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ صدیوں تک افغانی قوم دنیا سے بالکل الگ تھلگ رہی، دنیا میں گذرنے والے خیر و شر نیک و بد فتح و شکست اور ظلم و ستم سے اس کو کوئی تعلق نہیں تھا اس جسد و غیور قیادت کی مستحق زندگی سے بھرپور دست و بازو کی طاقت اور جذبہ کی فراوانی سے بہرہ ور باصلاحیت اور باعزت قوم کے طویل عرصہ تک دنیا سے کنارہ کش رہنے، اپنے خول میں بند رہنے اور ایک گوشہ میں محدود رہنے کا راز کیا ہے؟ کیا اس عزلت اور گوشہ نشینی کی وجہ یہ تھی کہ افغانستان اور دنیا کے دوسرے ممالک کے درمیان بلند اور دشوار گزار پہاڑوں کے ناقابل عبور دیوار حائل تھی؟ نہیں میرے دوستو! تاریخ کی شہادت تو یہ ہے کہ آسمان سے باتیں کرتے ہوئے برف پوش اور دشوار گذار پہاڑ کبھی بھی غازیوں اور اولوالعزم فاتحین کی راہ کی رکاوٹ نہیں بن سکے، آپ حضرات واقف ہیں کہ یہ ناقابل عبور اور پیچ در پیچ راستے جن میں انسان کی عقل جواب دے جاتی ہے جو افغانستان کو ہندوستان اور پاکستان سے الگ کرتے ہیں جب اللہ نے اس امت میں سلطان محمود غزنوی، شہاب الدین محمد غوری اور احمد شاہ ابدالی جیسے صاحب عزم و ہمت پیدا کیے تو یہ اونچی اونچی چوٹیاں یہ خطرناک گھاٹیاں اور یہ دشوار راستے اسلام کے سیل رواں کے سامنے حقیر تنکے ثابت ہوئے پھر کیا یہ قوم قید و بند کی زندگی گذار رہی تھی اور اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے؟ نہیں، ہرگز نہیں، بارہا یہ قوم اپنی شجاعت کے جوہر دکھا چکی تھی، اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر چکی

تھی لیکن اس کے باوجود سرسبز و شاداب چراگاہوں، مویشیوں اور زرخیز کھیتیوں جیسے محدود وسائل زندگی پر قانع کیوں تھی؟ اس کا جواب آپ کے ذمہ ہے۔

پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ تاریخ میں ہم پڑھتے ہیں کہ جب اسلام اس علاقہ میں آیا تو اچانک یہ قوم ہزاروں سال کی نیند سے بیدار ہوگئی اور اتنی لمبی چھلانگ لگائی جس کی دوسری قوموں میں مثال نہیں ملتی۔ اسلام کے زیر سایہ آتے ہی یہ لوگ سب سے زیادہ طاقتور، سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ بلند ہمت، دوربین اور فولادی عزائم کے مالک نظر آنے لگے۔ یہ قوم بزم کائنات میں شامل ہوئی تو ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی مدفون خزانہ یا کوئی سربستہ راز تھا جو اچانک منکشف ہوگیا، کیا ان کے جسموں سے بجلی کا کرنٹ چھو گیا تھا یا کوئی جادو کی چھڑی تھی جس نے آن کی آن میں اس قناعت شعار ٹھہری ہوئی پرسکون اور عزلت گزیں قوم کو غیور و جسور ظفر مند اور رواں دواں قوم میں بدل دیا۔ کیا اس طوفانی ندی کے دہانے پر کوئی بڑی سی چٹان پڑی ہوئی تھی جو اس کے زور اور روانی کو روکے ہوئے تھی؟۔

افغانوں کی زندگی کے انقلاب کا حقیقی سبب اور اس کی شاہ کلید یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو اسلام کی برکت سے تین بنیادی اور اہم جوہروں سے نوازا:

(۱) طاقتور پیغام اور اس کے اعراض و مقاصد

(۲) نوع انسان خارجی دنیا اور حقائق اشیاء کے بارے میں وسیع نقطہ نظر

(۳) اللہ کی مدد و تائید پر کامل اعتماد اور جد و جہد کے نتائج پر یقین

یہ وہ تین عناصر ہیں جن سے قوم کے کردار کی جدید تشکیل ہوتی ہے اس کو نئی زندگی ملتی ہے اور وہ نئی تاریخ بناتی ہے اور اپنی مخفی طاقتوں اور نامعلوم وسعتوں سے دنیا کو حیران و ششدر کر دیتی ہے۔

پہلے اس قوم کے پاس کوئی پیغام یا کوئی بلند مقصد نہیں تھا ایک چھوٹے سے علاقہ تک محدود تھی، اپنے جانوروں اور مویشیوں میں مگن رہتی تھی، اکثر آپس ہی میں برسرپیکار رہتی تھی اور جیسا کہ ایک عرب شاعر نے کہا ہے۔

واحيانا على بكراخينا

إذا مالم بخد الا أخانا

(اور جب جنگجو فطرت کو جوہر دکھانے کیلئے کوئی دشمن نہیں ملتا تو ہم اپنے بھائی بندوں ہی کو تاکتے ہیں)

اور جنگوں اور آویزشوں کا انجام اخلاقی اور روحانی بے مائگی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب خانہ جنگی میں مصروف رہتے تھے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو تاخت و تاراج کرتا ایک شاخ دوسری شاخ پر دھاوا بولتی اور ایک خاندان دوسرے خاندان کی تاک میں رہتا اسی طرح افغانوں کے سامنے بھی اپنی خون آشام فطرت کی تسکین اپنی جنگ کی پیاس بجھانے اور خطرپسند طبیعت کو مطمئن کرنے کے لئے خانہ جنگیوں، چراگاہوں اور جانوروں کے لئے لڑائیوں، قبائلی یا انفرادی غیرت و نخوت کے اظہار یا نام نہاد اور خیالی اہانتوں کا بدلہ لینے کے لئے برسرپیکار ہونے کے علاوہ اور کوئی میدان نہیں ملتا تھا ایک عرب شاعر نے حقیقت کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

النار تاكل نفسها

إن لم تجد ما تأكله

(آگ کو جلانے کے لئے کچھ نہیں ملتا تو خود اپنے آپ کو جلا ڈالتی ہے)

لیکن جب اسلام آیا تو عربوں کے سامنے ایک بلند مقصد اور انسانیت کے لئے ایک طاقتور پیغام آگیا اور یہی حال افغانوں کا ہوا۔ اسلام سے پہلے یہ صرف اپنے لئے زندگی گزار رہے تھے اور اب اللہ کا یہ فرمان ان کے کانوں کی راہ سے دل میں اتر رہا تھا۔

كُنتُم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر و تؤمنون بالله (آل عمران: ١١٠)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو انسانوں کے لئے خاص طور پر بنائے گئے ہو بھلائیوں کا حکم دیتے ہو برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اور ان کے دل و دماغ میں یہ بات جاگزیں ہوگئی کہ وہ باغوں اور کھیتوں میں آپ سے آپ اگ جانے والے خودرو گھاس پھوس نہیں ہیں بلکہ بجائے خود مقصود و مطلوب ہیں، ان کے ساتھ بلند مقاصد ہیں، ان کی ذمہ داریاں ہیں جد و جہد اور کارکردگی کے نشانے متعین ہیں۔ ان کے دلوں میں یہ بات جم گئی کہ وہ ایسی امت ہیں جو انسانوں کے لئے خاص طور سے بنائی گئی ہے، جو لوٹ مار اور خونخواری کے جذبہ کو تسکین دینے کے لئے

آپ سے آپ نہیں پیدا ہوئی ہے۔ تو ان کی زندگی، ان کے خیالات اور رجحانات میں زبردست انقلاب آگیا اب وہ اپنا مقصودِ وجود اور اپنی زندگی کی غرض وغایت یہ سمجھنے لگے کہ دنیا کو فتنہ وفساد سے پاک کرنے کے لئے جدوجہد کریں اور اس راہ میں قربانیاں دیں۔ یہاں تک کہ عبادت صرف اللہ ہی کے لئے مخصوص ہوجائے اور انسانوں کو تاریکیوں سے نکال کر اُجالے میں لائیں، بندوں کی غلامی سے نجات دلائیں اور خدائے واحد کے آستانہ عالی پر پہنچائیں۔ دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا وآخرت کی وسعت سے روشناس کرائیں اور دوسرے مذاہب کی زیادتیوں سے آزاد کرا کے اسلامی عدل ومساوات کے زیر سایہ لائیں۔

حضرات! اس قوم کے پاس کوئی پیغام نہیں تھا، اسلام آیا تو ایک بلند پیغام اور زندگی کا بلند مقصد اس کے سامنے آگیا۔ اس نے اسلام کے ابدی پیغام کو اپنے سینے سے لگایا اور اسی نے ان میں نئی روح پھونک دی، جو بدترین جہالت اور گھنگھور تاریک زندگی گذار رہی تھی۔ خرافات اور حماقتوں میں بھٹک رہی تھی۔ ایک انسان دوسرے انسان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہا تھا، طاقتور کمزور کو نگل جانے کی کوشش کرتا تھا، حقوق پامال ہورہے تھے، عزتیں لٹ رہی تھیں اور ہر طرح کے جذبات و خواہشات پوری کی جارہی تھیں کہ اچانک ان کے جسم میں ایک نئی روح دوڑ گئی، ان کے افکار وخیالات، احساسات اور اعصاب پر چھا گئی، اور اب وہ نئی قوم تھے، نئے انسان تھے، ان کی زمین وہی تھی، آب وہوا وہی تھی، دست وبازو وہی تھے، لیکن اس جدید پیغام نے انہیں جدید امت بنادیا۔ دوسرا عنصر یہ ہے کہ افغانی بہت تنگ اور محدود زندگی گذار رہے تھے۔ کائنات اور انسان کے بارے میں ان کا نقطہ نظر بہت محدود تھا، انسان کون ہے؟ افغانی انسان ہیں جو اس علاقہ میں رہتے ہیں، یہاں کی زبان بولتے ہیں، اس ملک کا لباس پہنتے ہیں، اس کی محبت کے گیت گاتے ہیں، اسی تنگ نقطہ نظر نے انہیں اس تنگ دائرہ میں محدود کر رکھا تھا۔

اسی طرح زندگی کیا ہے؟ کھانا پینا، عیش وآرام، قوت وشوکت، حکومت و ریاست وہ اسی طرح زندگی گزارتے تھے جیسے مچھلیاں یا مینڈک تالابوں میں جیتے ہیں۔ اسلام سے پہلے عرب ترک اور ایرانی سب کا یہی حال تھا۔

اسلام ہی نے ان سب کو اس تنگ وتاریک قید خانہ سے نکالا جیسا کہ ایک عرب قاصد نے شاہ ایران سے کہا تھا:

لنخرج من شاءالله من صق الدبيه إلى سعته الدنيا و الأخرة.

جس کو اللہ توفیق دے اسے ہم دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا وآخرت کی وسعت میں پہنچادیں۔

حضرات! آپ کے آباء واجداد انسان کے بارے میں بہت تنگ نقطہ نظر رکھتے تھے، اس میں اعلیٰ ظرفی نہیں تھی، بلند نگاہی نہیں تھی، اس میں گہرائی نہیں تھی، اسلام نے ان کو وسیع نقطہ نظر عطاء کیا تو ان کی نگاہوں میں تمام انسان ایک خاندان اور پوری دنیا ایک گھر ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ان کا عقیدہ بن گیا۔

كلكم من آدم و آدم من تراب لا فضل لعربي على عجمي ولا عجمي على عربي الا بالتقوى.

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک آدم کی اولاد ہے اور آدم مٹی سے بنے ہیں تو کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت ہے نہ عجمی کو کسی عربی پر مگر تقویٰ کے اعتبار سے۔

پھر ان کا نقطہ نظر اتنا وسیع ہو گیا کہ وہ نہ جغرافیائی حدود کو تسلیم کرتے تھے نہ خود ساختہ اور بے دلیل تقسیمات کو، مسلمان ان حدود سے نکل کر وسیع کائنات میں آگئے اور اگر یہ وسیع نقطہ نظر نہ ہوتا تو وہ بھی اپنے آباواجداد کی طرح صدیوں تاریکیوں میں بھٹکتے رہتے۔

تیسرا عنصر ہے، مضبوط و مستحکم اعتماد۔ جب وہ خدائے واحد پر ایمان لے آئے، اس کے رسول اور آخرت پر ایمان لے آئے، قضاء وقدر پر ایمان لے آئے اور یہ سمجھ گئے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے اس سے نہ ایک لحظہ پہلے آسکتی ہے نہ مؤخر ہوسکتی ہے اور انہوں نے اللہ کا فرمان سنا اور اس کو دل میں بسالیا:

أينما تكونوا يدرككم الموت ولو كنتم في بروج مشيدة (النساء: ۷۸)

ترجمہ: تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تم کو موت آدبادے گی اگرچہ تم قلعی

چونہ کے قلعوں ہی میں ہو۔

إذا جآء أجلهم فلايستأخرون ساعة.

ترجمہ: جب ان کاوہ متعین وقت آپہنچتاہے تو (اس وقت) ایک ساعت نہ پیچھو ہٹ سکتے ہیں

ولا يستقدمون (يونس: ۴۹)

ترجمہ: اور نہ آگے سرک سکتے ہیں۔

اس ایمان نے ان کو خود شناسی اور خود اعتمادی عطاء کی۔ وہ یہ سمجھ گئے کہ انسان کی موت اسی وقت آسکتی ہے جو اللہ نے مقرر کر رکھا ہے تو انہوں نے اس کا بھی یقین کر لیا کہ دنیا میں ہر ایک کی موت کا وقت مقرر ہے اور ہر چیز اللہ ہی کے دست قدرت واختیار میں ہے۔ انہوں نے مزید خود اعتمادی اس آسمانی پیغام سے حاصل کی کہ ان کی حیثیت خدا کی فوج کی ہے اور وہ اللہ اور اس کے دین کے معین ومددگار ہیں انہوں نے اللہ کا یہ فرمان سنا:

إنهم لهم المنصورون وإن جندنا لهم الغالبون (الصفت: ۱۷۲ - ۱۷۳)

ترجمہ: بے شک وہی غالب کیے جائیں گے اور (ہمارا تو قاعدہ عام ہے کہ) ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے۔

ألا إن حزب الله هم المفلحون (المجادلة: ۲۲)

ترجمہ: خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔

إنا لننصر رسلنا والذين آمنوا في الحيوة الدنيا و يوم يقوم الأشهاد

ترجمہ: ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس روز میں بھی گواہی دینے والے (یعنی فرشتے جو کہ اعمال نامے لکھتے تھے) کھڑے ہوں گے۔

ولله العزة ولرسوله والمؤمنين (المنافقون: ۸)

ترجمہ: (بلکہ) اللہ کی ہے عزت (بالذات) اور اس کے رسول ﷺ کی (بواسطہ تعلق مع اللہ کے) اور مسلمانوں کی بواسطہ تعلق مع اللہ والرسول کے۔

ولا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين.

ترجمہ: اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور غالب تم ہی رہو گے اگر تم پورے مؤمن رہے۔

اور اسی طرح کی دوسری آیتیں ان کے کانوں میں پڑیں تو اس سے ان کے یقین واعتماد میں مزید قوت واستحکام پیدا ہو گیا۔

اس موقع پر میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کے ساتھ موجیں مارتے ہوئے دجلہ کے سامنے پہنچے تو ایک لمحہ کے لئے رکے موج بد امان اور طوفان در آغوش دریا کا جائزہ لیا، گرد و پیش پر نظر ڈالی پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے مشورہ کیا کہ بپھرے ہوئے دریا میں گھس پڑیں یا واپس لوٹیں اور اسے عبور کرنے کے لئے پل کا انتظام کریں؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اس وقت جو لافانی جملہ کہا تاریخ نے اسے محفوظ کر لیا ہے، انہوں نے کہا:

یہ دین تازہ اور نیا ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ اللہ اس دین کو ضرور غالب کرے گا اور ابھی اس حد تک نہیں پہنچا ہے جہاں تک پہنچنا اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے پھر میں کیسے یہ سمجھ لوں کہ اس پیغام کے حامل غرق ہو جائیں گے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ اپنے اندر بڑے گہرے معانی وحقائق رکھتا ہے کہ جب یہ دین بالکل نیا اور تازہ ہے تو یہ ضروری ہے کہ دنیا کی تعمیر، کائنات کی قیادت اور انسانیت کی ہدایت ورہنمائی میں اپنا کردار ادا کرے۔ چنانچہ امیرِ لشکر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فوج کو حکم دیا کہ اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیں اور دریا پار کر جائیں۔ مؤرخ طبری کی روایت ہے کہ ایرانیوں نے ان کو دیکھا تو چیخ پڑے کہ

دیواں آمدند، دیواں آمدند

یہ انسان نہیں جن اور بھوت ہیں۔

یہ اعتماد اور یقین تھا جو ان کے دلوں میں رچ بس گیا تھا، اور ان میں نئی روح ڈال دی تھی۔

افغانی نوجوانو اور دوستو! آؤ اور اپنی تاریخ پر نظر ڈالو، سلطان محمود غزنوی کس طرح وسیع وعریض ممالک کو فتح کرتا چلا گیا، تاریخ بتلاتی ہے کہ اس نے

ہندوستان پر سترہ حملے کیے اور اندرون ملک گھستا چلا گیا۔ یہاں تک کہ مشرق اور جنوب کی آخری سرحدوں تک پہنچ گیا حالانکہ اس کے پاس نہ رسد کا انتظام تھا، نہ کمک کا امکان۔ اس کا مرکز بہت دور تھا، درمیان میں سر بفلک پہاڑ دشوار گزار راستے اور تنگ گھاٹیاں حائل تھیں وجہ یہ ہے کہ ان جنگوں اور حملوں کی اس کے نزدیک اتنی ہی اہمیت تھی جتنی اہمیت ایک ماہر اور مضبوط کھلاڑی میچ یا کھیل کے میدان کو دیتا ہے۔ وہ اللہ پر کامل اعتماد رکھتا تھا پھر یہ سمجھتا تھا کہ جہاد عبادت ہے اور اس راہ میں موت شہادت اور شہداء مرتے نہیں بلکہ انہیں حیاتِ جاودانی حاصل ہو جاتی ہے اور ان کے رب کی جانب سے ان کو روزی ملتی رہتی ہے، وہ اس پر سچا اور پختہ ایمان رکھتا تھا کہ وہ اللہ کے پیغام کا حامل اور امین ہے اور ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کرے گا۔

حضرات! جن عناصر کا میں نے تذکرہ کیا ہے وہ افراد ہی کی تعمیر میں نہیں بلکہ قوموں کی تشکیل میں بھی زبردست کردار ادا کرتے ہیں، شخصیت کی تعمیر کا مسئلہ بھی بڑا اہم ہے اور نفسیات اور تعلیم و تربیت کے ماہرین نے اسے اپنا موضوع بحث بنایا ہے لیکن میں اس وقت قوموں کے کردار سے متعلق گفتگو کر رہا ہوں۔ انہیں عناصر نے افغانی قوم کو بلند و بالا حیثیت دی ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا جسے شکست نہیں دی جا سکتی اور جب قومیں شخصیت کی تعمیر کرنے والے ان عناصر سے محروم اور ان قوتوں سے خالی ہو جاتی ہیں تو انجام شکست و ناکامی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ تاریخ کے اس نازک موڑ پر افغانی اپنی ان طاقتور اور قائدانہ خصوصیات سے محروم نہ ہو جائے اور خدانخواستہ وہ دور پھر واپس نہ آ جائے جب وہ اسلام سے ناآشنا اور اسلامی دعوت سے بے بہرہ تھی۔

میں نوجوانوں سے خاص طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی قوم کے دلوں میں ان عناصر کی جوت جگا دو اور ان کو پروان چڑھاؤ، ان کی حفاظت کرو، ضائع نہ ہونے دو، کیونکہ قدیم ترین زمانہ سے قوم وہی ہے، پہاڑیاں اور گھاٹیاں وہی ہیں، آسمان وہی ہے، دریائے کابل ہزاروں سال سے اپنی گذرگاہ پر بہہ رہا ہے۔ یہاں کی سرزمین جسے اللہ نے بے بہا نعمتوں سے نوازا ہے وہ بھی وہی ہے، خوش ذائقہ پھل، لذیذ میوہ جات، شیریں پانی، یہ ساری نعمتیں اور نوازشیں ہزاروں سال سے بدستور ہیں۔ لیکن اصل مسئلہ قوم کی تعمیر کے عناصر کا ہے۔ پیغام، مقصد زندگی، خود اعتمادی اور کارگزاری کے نشانہ کا ہے تاکہ زندگی کا مقصد متعین ہو، صلاحیتوں کے ظہور کے لئے میدان میسر آ سکے، حُسن و خوبی کا کوئی قابلِ تقلید نمونہ مل جائے۔

علامہ اقبال نے اس حقیقت کو پالیا تھا اور خدا کے حضور میں مسلمانوں کی بے حسی، جمود، مصیبت اور بدحالی کی شکایت کی تھی تو جواب ملا کہ یہ لوگ بغیر کسی مقصد اور پیغام کے زندگی گزار رہے ہیں، ان کے سامنے کوئی اسوہ، کوئی نمونہ کامل اور کوئی محبوب نہیں جس کے عشق سے اپنے دلوں کو آباد کریں، جس کے حسن و خوبی کے گیت گائیں، جس کے منقش قدم کو اپنا نشانِ راہ بنائیں۔

شبے پیش خدا بگریستم زار مسلماناں چرا زارند و خوارند
آمد نمی دانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند

افغان نوجوانو! اللہ نے تمہارے اوپر بڑا فضل فرمایا ہے تمہارے لئے کسی چیز کی کمی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِن اللہ لایغیر مابقوم حتی یغیروا ماباً نفسھم (الرعد: ۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا تا آنکہ وہ خود اپنے آپ کو بدل ڈالیں۔

اللہ اس سے بہت بلند ہے کہ کسی قوم کو عطاء کردہ نعمتیں اس سے چھین لے سوائے اس کے کہ قوم ناشکری کی مرتکب ہو۔

الم تر إلى الذين بدّلوا نعمة الله كفرا و أحلوا قومهم دارالبوار (ابراهيم: ٢٨)

کیا تو نے نہیں دیکھا؟ جنہوں نے اللہ کے احسان کا ناشکری سے بدلا دیا، اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اصل مسئلہ خودشناسی کا ہے، اپنی قدر و قیمت پہچاننے کا ہے، آپ اپنی قدر و قیمت پہچان لیجئے۔ علامہ اقبال کہتے ہیں:

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

حوالہ: مفکر اسلام سید ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ کا خطاب
افغانی قوم کے انقلاب اور ان کی قوت کا سرچشمہ
خطبات علی میاں جلد ہفتم
صفحہ: ۳۸۷ تا ۳۹۶

یہود کی ساڑھے تین ہزار سالہ مختصر تاریخ

اور

انکی دائمی ذلت و مسکنت اور ابدی محکومیت و مغلوبیت کا راز

مفتی غفران صاحب

قسط دوم

یہود نامسعود کے متعلق چند قرآنی اعلانات:

پہلے دورانیہ میں یہود بے بہبود نے جن علمی اور اعتقادی قبائح و خبائث کا ارتکاب کرکے ان پر برقرار رہے تو انکی بدولت قرآن کریم نے یہود کی مستقبل کو آشکارا کرنے کے واسطے چند اعلانات کئے۔

پہلا اعلان،(ذلت، محتاجی اور غضب الٰہی کا ٹھپہ)

قال تعالى: (وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ).

ترجمہ: اور ان پر جمادی گئی ذلت اور محتاجی اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوگئے، یہ (سب) اس لیے ہوا کہ وہ اللہ کی نشانیوں سے انکار کرتے رہتے تھے، اور انبیاء کو ناحق قتل (تک) کر ڈالتے تھے، یہ (سب) اس لئے ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے بڑھ بڑھ جاتے تھے۔

ضرب کا معنی!

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں:

أحيطت بهم إحاطة القبة بمن ضربت عليه، أو ألصقت بهم، من ضرب الطين على الحائط،

یعنی ذلت و مسکنت نے یہود پر گنبد یا گول شامیانہ کی طرح احاطہ کیا ہوا ہے (جس طرح کہ گنبد یا گول شامیانہ کسی پر ہر طرف سے بند اور چھایا رہتا ہے اسی طرح ذلت و مسکنت نے یہود کو ہر جانب سے گھیر رکھا ہے۔ راقم) یا "ضرب" کا معنی ہے یہود کیساتھ (ذلت و مسکنت کا) پیوست ہوجانا، اور یہ "ضرب" "ضرب الطین علی الحائط کے قبیل سے ہے، (جسطرح کیچھڑ دیوار کیساتھ چمٹ جاتا ہے اسی طرح ذلت و مسکنت بھی یہود کیساتھ چمٹا رہیگا)۔

شیخ عبد السلام پشاوری فرماتے ہیں کہ ضرب کے صلہ میں علی آیا ہے جو التصاق (پیوست ہوجانے) کا معنی دیتا ہے، اور ضرب ماخوذ ہے "ضرب علی السکۃ" سے یعنی سکہ (لوہے، تانبے، سونے، چاندی) پر کسی چیز کا مہر اور ٹھپہ لگادینا، تو جس طرح مہر سکہ پر اچھی طرح نقش (اور سکہ کا جزء لازم، راقم) ہوجاتا ہے اسی طرح ذلت اور مسکنت یہود کیساتھ پیوست، لازم اور ہمیشہ کے لئے لگا رہتا ہے۔ (احسن الکلام پشتو)

ذلت اور مسکنت میں فرق:

ذلت اور مسکنت کے دو معنوں (ظاہر اور باطنی) کو مفسرین نے مختلف تعبیرات سے بیان فرمایا ہے۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں:

الذِّلَّةُ الهوان وَالْمَسْكَنَةُ اى الفقر فانه يقعد المرء عن الحركة ويسكنه فترى اليهود وان كانوا مياسير كانهم فقراء بلباس الذلة وقيل هى فقر القلب والحرص على المال۔

التفسیر المظہری (۱/۷۶)

ابو اللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں:

الذِّلَّةُ. قال الحسن وقتادة: جعلت عليهم الجزية يعني على ذريتهم. ويقال: جعل عليهم كدّ العمل، يعني أولئك القوم حتى كانوا ينقلون السرقين. وَالْمَسْكَنَةُ يعني زي الفقراء. وقال الكلبي: يعني الرجل من اليهود وإن كان غنياً، يكون عليه زي الفقراء.

تفسير السمرقندي بحر العلوم (١/ ٥٨)

حسن و قتادہؒ فرماتے ہیں؛ کہ ذلت کے دو معنی ہیں (۱) یہود کے اولاد پر جزیہ مقرر کیا گیا ہے۔ (۲) یہود پر من حیث القوم کام کاج کا مشقت ڈال دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ گوبر و لید کو ایک جگہ سے اٹھاکر دوسری جگہ منتقل کیا کرتے تھے۔

مسکنت، یعنی فقراء کی شکل و صورت اختیار کرنا، مفسر کلبی فرماتے ہیں؛ کہ یہودی آدمی اگرچہ غنی ہو مگر اس نے فقراء کا لباس اختیار کیا ہوگا۔

شیخ عبد السلامؒ نے یوں فرق واضح فرمایا ہے:

ذلت ایک باطنی امر ہے یعنی نفس کا فقر اور نفس کا حرص اگرچہ مالدار ہو لیکن نفس خوار اور ذلیل ہی ہوگا۔

اور مسکنت امر ظاہری ہے یعنی عادت انکی یہ ہے کہ پرانے

کپڑے اور جوتے پہن کر اپنا فقر ظاہر کرتے ہیں۔ (احسن الکلام)
ذلۃ کے معنی ہیں خواری و رسوائی، مولانا عبد الماجد دریا آبادی فرماتے ہیں:
اور مسکنۃ سے مراد ہے فقر اور محتاجی الذلۃ الذل والصغار
(قرطبی)
وَالْمَسْكَنَةُ فَالْمُرَادُ بِهِ الْفَقْرُ وَالْفَاقَةُ وَتَشْدِيدُ الْمِحْنَةِ (كبير بحواله تفسيرماجدی)
بنی اسرائیل کی ہمہ گیر (ہمہ وطنی اور ہمہ وقتی) ذلت پر قرآنی تصریح:
ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ ٱلذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوٓا۟ ۔(ال عمران ۱۱۲)
ترجمہ: ماری گئی ان پر ذلت جہاں دیکھے جائیں۔
علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:
یہ بد بخت جہاں کہیں پائے جائیں، ذلت کا نقش ان سے محو نہیں ہو سکتا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی یہود بھی آزادی و خود مختاری سے اپنے جان و مال کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کی آزاد حکومت کسی جگہ نہیں۔ تفسیر عثمانی
علیہم الذلۃ کی "ہم" ضمیر کے مرجع کے متعلق ایک ضروری تحقیق:
(آیت) " علیھم " میں ضمیر "ھم" کے مرجع کو خوب سمجھ لینا چاہیے یہ ہیں کون لوگ جن کے اوپر ذلت اور تنگ حالی مسلط کر دی گئی؟ ضمیر کا مرجع "الیھود یا الذین ھادوا" نہیں بلکہ بنی اسرائیل ہے، یعنی اس وعید کے مورد فلاں فلاں عقیدے رکھنے والے فلاں مسلک کے ماننے والے نہیں ، بلکہ اسرائیلی نامی ایک متعین قوم و نسل ہے۔ سبحان اللہ! ایک ذرا سا لفظ جان بلاغت ہے۔ اس نے اس حقیقت کو بالکل واضح کر دیا کہ جو ذلت، نکبت، افلاس، مقہوریت تقریبا ۱۴۰۰ سال گزر جانے پر بھی آج تک چپکی، لپٹی چلی آرہی ہے اس کی مورد و حامل ایک مخصوص قوم ہے، نہ کہ کسی مخصوص مذہب و ملت کے پیرو، خود لفظ Arti Semitism بتا رہا ہے کہ یہود سے جو مستقل عداوت نازی جرمنی کو خصوصا اور اٹلی ہنگری، رومانیہ وغیرہ، یورپ اور امریکہ کی اکثر ولایتوں کو عموما ہے، اس کی بنا نسلی یا قومی ہے، نہ کہ دینی یا اعتقادی، (ماخوذ از ماجدی سورۃ بقرۃ ۶۱ کے تحت)
یہود کی ذلت دائمی کی حقیقی وجہ:
حکیم الاسلام مولانا قاری طیب صاحبؒ اس دائمی ذلت کا حقیقی وجہ یوں بیان فرماتے ہیں:
یہود کی ذلت و مسکنت متمدن اور باشعور دنیا کا ایک متفق علیہ مسئلہ رہا ہے اور جوں ہی قرآن کریم نے ان پر ذلت و مسکنت کی مہر لگائی ویسے ہی ساری دنیا نے انہیں ذلیل سمجھنا شروع کر دیا اور جس دم وہ خدا کی نگاہ سے گرے اسی آن اقوام عالم کی نگاہوں سے بھی گرتے چلے گئے جس سے صاف نمایاں ہے کہ اس قوم کی یہ ذلت و مسکنت انسانوں کی طرف سے ان پر نہیں ڈالی گئی، بلکہ محض خدا کی طرف سے ہے، کیونکہ جو ذلت انسانوں کو انسانوں کی طرف سے دی جاتی ہے، وہ طبعا اتنی ہمہ گیر نہیں بن سکتی کہ دنیا کی ہر باشعور قوم کا ضمیر اس سے متاثر ہو جائے۔ اگر یہود کی ذلت کسی قوم کی دشمنی یا تحقیر آمیز رویہ یا اس کی قوت و شوکت کے دباو کا نتیجہ ہوتی تو وہ یقینا مقامی اور وقتی ہوتی، ہمہ وقتی اور ہمہ وطنی نہ ہوتی اور اس پر (اینما ثقفوا۔ ال عمران ۱۱۲) جہاں بھی ہو ذلیل ہی ہونگے، کی چھاپ نہیں لگ سکتی تھی، کیونکہ تذلیل کردہ قوم اگر ذلت آفرین وطن سے ہجرت کر کے کسی دوسرے وطن میں چلی جائے تو یقینا اس کی ذلت ختم ہو جاتی ہے اور وہ اس جدید وطن میں اطمنان کا سانس لے کر اپنا سرمایہ عزت پھر جمع کر لیتی ہے، یا اگر کسی قوت و شوکت کے دباو سے کسی طبقہ کے ساتھ تحقیر آمیز امتیازی سلوک کیا جاتا ہے تو جب اس قوم کا دباو ختم ہو جاتا ہے (جو اس فانی اور متغیر دنیا میں عادتا ہوتا ہے) جب ہی وہ ذلت و حقارت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ (یہودی اقتدار کا شرعی تجزیہ؛ ص ۱۸)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:
منجملہ ذلت و مسکنت کے یہ بھی ہے کہ یہودیوں سے سلطنت قرب قیامت تک کے لیے چھین لی گئی۔ بیان القرآن
موجودہ اسرائیلی ریاست کے قیام اور قرآنی نصوص میں ایک اشکال کا ازالہ:
اسرائیل کی ریاست پر مستقل بحث تیسرے دور کے تحت مفصل آئے گا یہاں مذکورہ بالا آیت کے متعلق ایک اشکال کا ازالہ مقصود ہے۔
اشکال یہ ہوتا ہے کہ جب بنی اسرائیل پر دائمی اور ہمہ گیر ذلت و محتاجی مسلط کر دی گئی ہے، یہ ذلت اور محتاجی تو اس وقت سرزمین فلسطین پر سات دہائیوں سے قائم اسرائیلی ریاست کے منافی دکھائی دیتا ہے۔
پہلا جواب:
مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ نے اس اشکال کا جواب یوں دیا ہے:
اسرائیل کی موجودہ حکومت سے اس پر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا: کیونکہ اول

تو اس حکومت کی حقیقت اس کے سوا نہیں کہ وہ روس اور یورپ کے نصاریٰ کی مشترکہ چھاؤنی ہے جو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف قائم کر رکھی ہے، ایک دن کے لئے بھی اگر حکومت روس و امریکہ و دیگر ممالک یورپ اپنا ہاتھ اس کے سر سے ہٹالیں تو دنیا کے نقشہ سے اس کا وجود مٹتا ہوا ساری دنیا مشاہدہ کرلے، اس لئے یہود یا اسرائیل کی یہ حکومت حقیقت شناس لوگوں کی نظر میں ایک مجاز تو ہوسکتا ہے اس سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں اور بالفرض اس کو ان کی اپنی ہی حکومت تسلیم کرلیا جائے تو بھی نصاریٰ اور اہل اسلام کے مجموعہ کے مقابلہ میں اس کے مغلوب و مقہور ہونے سے کون سا صحیح العقل انسان انکار کرسکتا ہے، اس سے بھی قطع نظر کر و تو قریب قیامت میں چند روزہ یہود کے غلبہ کی خبر تو خود اسلام کی متواتر روایات میں موجود ہے، اگر اس دنیا کو اب زیادہ باقی رہنا نہیں، اور قیامت قریب آچکی ہے تو اس کا ہونا بھی اسلامی روایات کے منافی نہیں اور ایسی چند روزہ شورش کو سلطنت یا حکومت نہیں کہہ سکتے۔ (معارف القران تحت ایت البقرۃ)

دوسرا جواب:

حکیم الاسلام مولانا قاری طیب فرماتے ہیں:

یہود کی حکومت کی نہ قرآن نے نفی کی ہے اور نہ اثبات، لہذا اگر یہود کو کوئی رسمی اقتدار بھی مل جائے تو یہ ان کی اس ذکر فرمودہ قرآنی ذلت کے منافی نہ ہوگا۔،،، چند سطر آگے فرماتے ہیں:

دولت واقتدار کے ساتھ ذلت جمع ہوسکتی ہے!

حکیم الاسلام فرماتے ہیں:

احادیث نبوی میں فرمایا گیا ہے کہ وقت آئے گا کہ امراء دول ایسے لوگ بن جائیں گے کہ تم ان پر لعنت کروگے اور وہ تم پر، یعنی انہیں حقیر وذلیل سمجھوگے اور وہ تمہیں اپنا نافرمان۔

علامات قیامت ہی میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ دنیا کے آخری دور میں ننگ پیرے، ننگ سرے اور چرواہے قسم کے جنگلی، غیر مہذب لوگ بر سر اقتدار آجائیں گے۔

علامات قیامت ہی میں یہ بھی ارشاد فرمایا گیا کہ؛ لکع ابن لکع (خسیس ابن خسیس) قوم کا سردار ہوگا۔

ظاہر ہے کہ یہاں رسمی اقتدار کے باوجود اس قسم کے لوگوں کے ذلیل ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے، بہرحال جب ان احادیث میں اقتدار کے باوجود بھی انہیں ذلیل ہی کہا گیا اور سرداری کے باوجود بھی لئیم و خسیس اور ذلیل ہی کا لقب ان پر چسپاں کیا گیا، تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ کسی قوم کی دولت و حکومت، اس کی ذاتی خست و دناءت کے منافی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ جمع ہوسکتی ہے جب کہ عزت وذلت کا تعلق اخلاق و کردار سے ہے اور دنیوی دولت و حکومت کا تعلق کسب واکتساب اور سعی و تدبیر سے ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ ہرگز ضروری نہیں کہ دولت وثروت یا اقتدار اسی قوم کو ملے جو عند اللہ و عند الناس باعزت اور مقبول بھی ہو۔ ایک ذلیل سے ذلیل قوم اور غلط کار سے غلط کار طبقہ بھی برائے چند سے دولت مند اور بااقتدار بن سکتا ہے اور محض اس اقتدار کی نمود اور دولت کی بود اس کے اخلاق کی پستی اور افعال کی دناءت کو نہیں چھپا سکتی۔ (یہودی اقتدار ص ۲۸)

حکیم الامت اور حکیم الاسلام کی مندرجہ بالا عبارات سے پیدا ہونے والے ایک شبہہ کا ازالہ

شبہہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ حکیم الامت ؒ نے ذلت و مسکنت کا یہ مطلب واضح طور پر بیان فرمایا ہے کہ یہود سے تاقرب قیامت سلطنت چھین لی گئی ہے، اور حکیم الاسلامؒ نے ذلت سے مراد باطنی ذلت (اخلاقی ذلت اور عند اللہ نامقبول اور بے وقعت ہونا) مراد لیا ہے، جو دنیوی اقتدار اور رسمی حکومت کے منافی نہیں ہے۔

الجواب، جواب سمجھنے کے لئے دو باتیں مدنظر رکھی جائے، ایک یہ کہ دونوں حکماء کی آراء میں درحقیقت کوئی تضاد نہیں ہے، کیونکہ حکیم الاسلامؒ نے جس نومولود یہودی ریاست "اسرائیل" کا ذکر فرمایا ہے اس کے ساتھ یہ وضاحت بھی کی ہے کہ یہ ایک غیر مستقل ریاست ہے۔ اور حکیم الامت ؒ نے بغیر کسی قید کے مطلق سلطنت کی نفی کی ہے جس سے سلطنت کا فرد کامل یعنی مستقل اور خود مختار ریاست مراد ہے۔

بالفاظ دیگر حکیم الامت نے مستقل حکومت کی نفی کی ہے اور حکیم الاسلام نے غیر مستقل ریاست کی بات کی ہے۔ لہذا کوئی تضاد نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حکیم الامت کے زمانہ میں یہود کی کسی ریاست کا وجود دنیا میں کہیں نہیں تھا، اس لئے انہوں نے مطلقا یہودی ریاست کی نفی فرمائی۔ جبکہ حکیم الاسلام کے دور میں اسرائیلی ریاست وجود میں آیا تھا جس سے عام لوگوں کے ذہنوں میں یہ اشکال پیدا ہوا کہ یہودی سلطنت

کاوجود تو مذکورہ بالا نصوص سے متصادم معلوم ہوتا ہے، اسوجہ حکیم الاسلام کو چند وضاحتیں کرنی پڑی۔
پہلی وضاحت یہ فرمائی کہ یہودی ریاست کی نفی منصوصی نہیں بلکہ استنباطی ہے، لہذا نومولود اسرائیلی ریاست کا وجود نصوص سے متعارض نہیں ہے۔
دسری وضاحت یہ کی کہ ذلت سے مراد ذلت باطنی ہے اور فوقیت(وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم لقيامة) سے مراد فوقیت فی الحجۃ والمنزلۃ ہے۔ اور یہ دونوں امور غیر مستقل حکومت کیساتھ جمع ہوسکتی ہے۔
تیسری وضاحت یہ فرمائی کہ موجودہ اسرائیلی ریاست غیر مستقل ریاست(برطانیہ اورامریکہ کی مشترکہ فوجی چھاؤنی)ہے ،جبکہ مستقل ریاست یہود کو دجال کے خروج کے بعد بھی نہیں مل سکتی، اوراگر یہود نے مستقل خودمختار حکومت کے حصول کی جدوجہد کی جیساکہ دجال کے خروج کے بعد ہوگا تو یہ یہود کے مکمل خاتمے کا پیش خیمہ ہوگا۔
حکیم الاسلام فرماتے ہیں:
لیکن یہاں صورت حال برعکس ہوگی کہ یہودی قوم اقتدار ملنے سے پہلے ہی اس جدوجہد میں مع اپنے سربراہ(دجال اعظم)کے خود ہی ختم ہوجائے گی تو یہ اقتدار تو کیا ہوتا، آئندہ کے لئے بھی اقتدار کا وسوسہ تک ختم ہوجائے گا۔
چند سطر آگے فرماتے ہیں کہ مادی قوت و تمکنت جو بلا محتاجگی غیر ہو سووہ قرآن کی رو سے تو منفی نہیں، مگر بنص حدیث واقع ہوگا، لیکن برائے چند سے اور وہ بھی مٹنے کے لئے جیساکہ دجالی دور میں نمایاں ہوگا۔
پس حکومت خوداختیاری اور خودکار شوکت دجال سے پہلے کے دور میں بھی مفقود رہی جیساکہ آج یہود اسی دور سے گزر رہے ہیں کہ وہ نصاری کے زیر اثر واقتدار اور ان کے محتاج تھے اور ہیں اور دجال کے آنے کے بعد بھی مفقود رہے گی۔(یہودی اقتدار؛ ص ۴۷ تا ۵۰)
ان وضاحتوں کے بعد کافی حد تک اسرائیلی ریاست کے قیام اور نصوص قرآن اور اکابر علماء دیوبند کے اقوال میں کوئی اشکال باقی نہیں رہا۔
یادرہے! ۷ اکتوبر ۲۰۲۳ء کے حملے "طوفان الاقصی" کے اگلے تین چار دن بعد برطانوی وزیراعظم، اورامریکی صدر کے مشترکہ فوجی چھاؤنی "اسرائیل" میں جنگی سازوسامان کیساتھ حاضری اس بات کی بین دلیل ہے کہ اسرائیل کسی طرح آزاد ریاست نہیں بلکہ پاکستان کی طرح ایک غلام اور دوسروں کے اشاروں پر ناچنے والی ریاست ہے۔
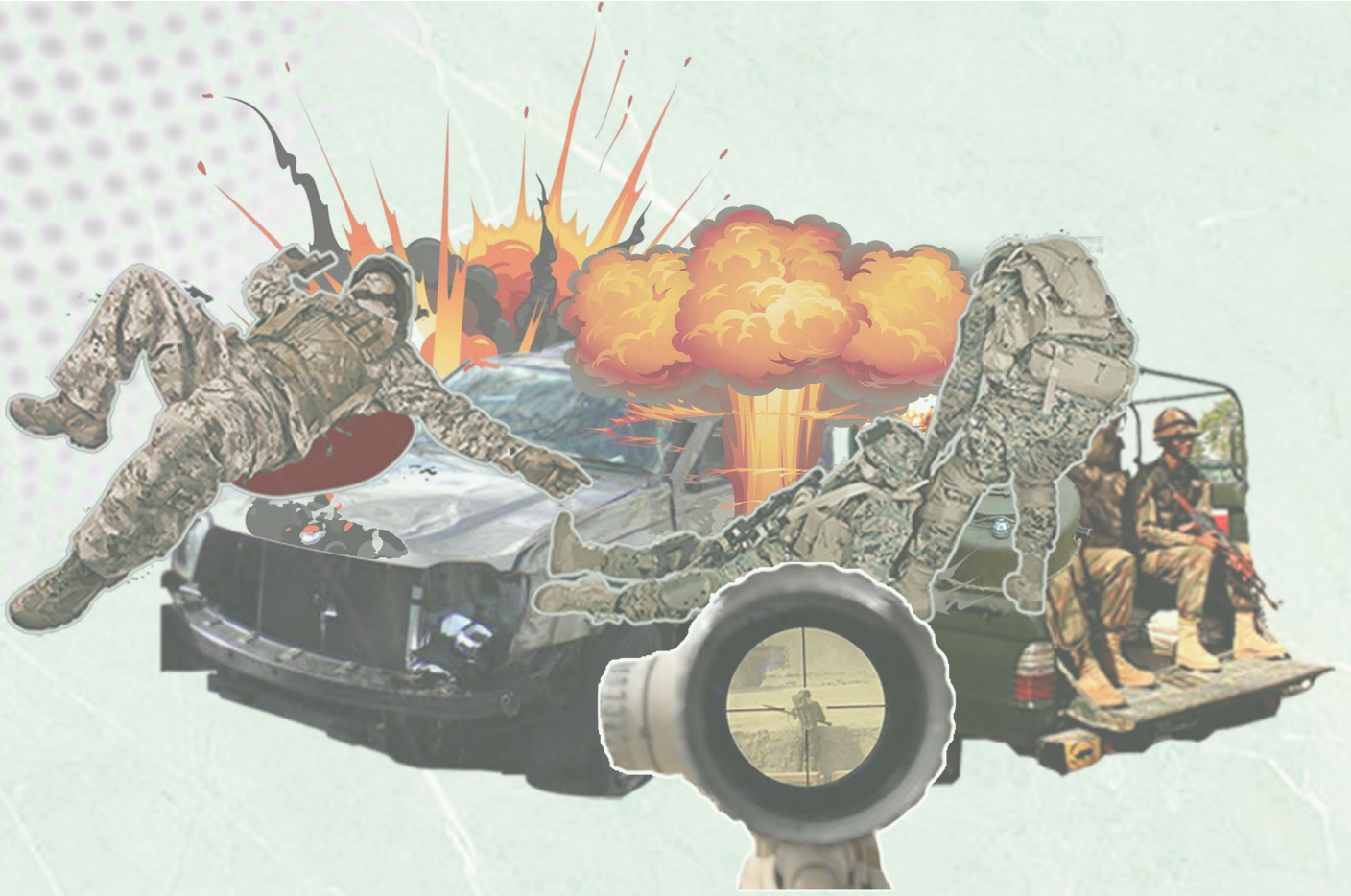
رواں سال (2023ء) ماہ نومبر (ربیع الثانی-جمادی الاول) میں تحریک طالبان پاکستان کی کارروائیوں کی تفصیلی رپورٹ!

گزشتہ ماہ تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے کُل ۷۷ حملے کیے، جن میں ۲۱۷ فوجی، پولیس، سی ٹی ڈی، ایف سی اور خفیہ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔ اور مجاہدین نے دشمن سے بھاری تعداد میں اسلحہ و دیگر سامان بھی قبضے میں لیا۔

کارروائیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

یکم نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود میں ایس ایس جی، ایف سی اور پولیس نے مشترکہ طور پر علاقائی جواسیس کی مدد سے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا جس میں ڈرونز اور ہیلی کاپٹروں کا بھی استعمال کیا گیا۔ مجاہدین نے بروقت جوابی کارروائی کرتے ہوئے نہ صرف چھاپے کو ناکام بنادیا بلکہ ایک ایس ایس جی کمانڈو کو ہلاک اور متعدد کو زخمی بھی کر دیا۔

یکم نومبر/۲۰۲۳ء

صوبہ بلوچستان کے مرکزی شہر کوئٹہ کے علاقے کچلاک، یارو سرانان میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس پوسٹ پر ہینڈ گرینیڈز اور کلاشنکوف سے حملہ کیا جس میں ایک اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

یکم نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل جانیخیل کے علاقے سرہ درگہ میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا۔ مجاہدین نے بروقت جوابی کارروائی کرتے ہوئے چھاپے کو ناکام بنادیا، جھڑپ میں دو فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔

یکم نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کے علاقے پیزو روڈ پر واقع سمیع اللہ پولیس چوکی پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا جس میں مالی و جانی نقصان کا قوی امکان ہے۔

یکم نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے ٹکواڑہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس چوکی پر تعارضی حملہ کیا جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔ ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

۲/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں بنوں روڈ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی پوسٹ پر لیزر گن سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک اور ایک کو زخمی کر دیا۔

۳/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے لونڑئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا، جس میں جانی و مالی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۴/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل سراروغہ کے گاؤں سرکئی منزکئی میں کونڈ مورچہ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک اور ایک کو زخمی کر دیا۔

۴/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، پشاور سٹی باغبانان بھٹو سٹاپ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے سی ٹی ڈی اہلکار کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

۴/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک میں گل امام پولیس اسٹیشن پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے راکٹس اور جی ایل سے حملہ کیا جس میں ایک پولیس اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۵/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے روڑی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس چیک پوسٹ پر لیزر گن سے حملہ کر کے ایک پولیس اہلکار کو زخمی کر دیا اور ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنایا۔

۵/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل سپین وام کے علاقے شوشی خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کے قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں دو اہلکار ہلاک جبکہ تین زخمی ہوئے۔

۵/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل سپین وام کے علاقے شمیری میں فوج کے ساتھ جھڑپ ہوئی جس میں ایک فوجی اہلکار ہلاک اور دو زخمی ہوئے
۔

۶/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل پروآ کے علاقے کیڑی شموزی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی گاڑی کو مائن حملے کا نشانہ بنایا جس سے گاڑی میں موجود اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے جبکہ گاڑی بھی تخریب کا نشانہ بنی۔

۶/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ، تیراہ میدان میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان اور لشکر اسلام کے مجاہدین پر چھاپہ مارا۔ مجاہدین نے مشترکہ طور پر بروقت جوابی کارروائی کی جس میں لیفٹیننٹ کرنل محمد حسن حیدر سمیت چار فوجی اہلکار ہلاک ہوئے اور ان کا اسلحہ اور کچھ سامان بھی مجاہدین نے حاصل کیا

۷/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل مکین کے علاقے خماٹاسر میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی پوسٹ پر اسنائپر

سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۷/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درازندہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر لیزر گنز سے حملہ کر کے وہاں موجود تمام اہلکاروں کو ہلاک و زخمی کر دیا۔ مجاہدین نے ان کا کچھ اسلحہ بھی حاصل کر لیا۔

۸/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت کوہاٹ، کرک میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس تھانے پر راکٹس اور لیزر گنز سے حملہ کیا جس سے تھانے کی عمارت کو جزوی طور پر نقصان پہنچا اور ہلاکتوں اور زخمیوں کا بھی قوی امکان ہے۔

۸/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل میں کوٹ اعظم چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے راکٹس سے حملہ کیا جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

۹/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، پشاور سٹی کے تھکال تھانے کی حدود میں تحریک طالبان پاکستان کے شارپ شوٹر مجاہدین نے ایک پولیس اہلکار کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

۹/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کے علاقوں وزیر کلے، غنڈئی کلے، بلٹن آباد، چیسن آباد، مزلی کلے اور کسٹم دفتر ڈبرہ پر ناپاک فوج نے آپریشن شروع کیا، مجاہدین نے حصار توڑتے کیلئے جنگ شروع کی جس میں دو فوجی اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۱۱/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کے علاقے گڑی شاہ نور میں تین گاڑیوں پر مشتمل پولیس قافلے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا جس میں ایس ایچ او عبد العلی خان سمیت سات پولیس اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۱۱/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے اکاخیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی پوسٹ پر تعارضی حملہ کیا جس میں متعدد ایف سی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۱۲/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل جانی خیل کے علاقے سپینہ نار میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر لیزر گن سے حملہ کر کے ناپاک فوج کے تین اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔

۱۳/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میرعلی کے گاؤں حوخیل پل مورچے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے دو فوجی اہلکاروں کو زخمی کر دیا۔

۱۳/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے شمپلین بوبلی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۱۳/نومبر/۲۰۲۳ء

آج ولایت ڈی آئی خان، ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل دررزندہ کے علاقے مٹونڈئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس اور ایف سی پوسٹ کیلئے پانی لے جانے والی ٹینکر اور پولیس موبائل پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں کم سے کم آٹھ پولیس اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۱۳/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے شلوبر میں ناپاک فوج اور سی ٹی ڈی نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا۔ مجاہدین

نے بر وقت جوابی کارروائی کرتے ہوئے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک اور دو اہلکاروں کو زخمی کر دیا اور چھاپے کو ناکام بناتے ہوئے نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

۱۳/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے سیمان خدری میں فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر گھات لگا کر حملہ کیا، مجاہدین جوابی کارروائی کرتے ہوئے بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے جبکہ جھڑپ میں ناپاک فوج کے دو اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۱۳/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے نورنگ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایم آئی کے آلہ کار طاہر سکنہ قاضی ڈھیرئی کو نشانہ بنا کر قتل کر دیا۔

۱۳/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے نورنگ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایم آئی اہلکار علاء الدین عرف علاؤ سکنہ ناصر خیل کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

۱۳/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت ملاکنڈ، باجوڑ ایجنسی کی تحصیل لوئی ماموند کے علاقے چمیار جوڑ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کی گاڑی پر مائن بلاسٹ کی جس سے گاڑی میں موجود اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۱۳/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت ملاکنڈ، باجوڑ ایجنسی کی تحصیل لوئی ماموند کے علاقے بادیسے میں فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا اور ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی تباہ کیا۔

۱۴/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کے علاقے وزیر آباد میں ریاض پمپ کے ساتھ تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس کانسٹیبل کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

۱۴/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل سپین وام کے علاقے دتہ خیل میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا۔ مجاہدین جوابی کارروائی کرتے ہوئے بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

۱۴/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے خدی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں ایک فوجی اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۱۵/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، ضلع بنوں کی تحصیل ڈومیل کے علاقے سپینہ تنگی میں پولیس چوکی پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن اور راکٹوں سے حملہ کیا جس میں جانی و مالی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۱۵/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے کیڑی ملنگ میں پولیس اور امن کمیٹی کے نام پر طالبان مخالف لشکر نے مشترکہ چھاپہ مارا لیکن مجاہدین نے بر وقت جوابی کارروائی کرتے ہوئے چھاپے کو ناکام بنا دیا اور بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ جنگ میں امن کمیٹی کے کئی افراد زخمی بھی ہوئے۔

۱۵/نومبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، بڈھ بیر میں سی ٹی ڈی و آرمی نے مشترکہ طور پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا۔ مجاہدین بھرپور جوابی کارروائی کرتے ہوئے کئی اہلکاروں کو ہلاک و زخمی کر دیا اور نکلنے میں کامیاب ہوئے تاہم جنگ میں ہمارے پانچ مجاہد ساتھی بھی جام شہادت نوش کر گئے۔

۱۵/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، تھانہ بڈھ بیر کی حدود میں سی ٹی ڈی اور آرمی نے مشترکہ طور پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا۔ مجاہدین بھرپور جوابی کارروائی کرتے ہوئے کئی اہلکاروں کو ہلاک و زخمی کر دیا۔ جھڑپ میں ہمارے پانچ مجاہد ساتھی بھی جام شہادت نوش کر گئے۔

۱۶/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک میں پیشم روڈ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک پولیس اہلکار کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

۱۶/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت مردان، مردان سٹی کے علاقے کالوشاہ میں تھانہ خرکی کے قریب پولیس ناکے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا جس میں کئی پولیس اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۱۶/نومبر/۲۰۲۳

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے ناور خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس اہلکار فرمان اللہ ولد عبد الرحیم کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

۱۷/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل لدھا کے علاقے میشتہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۱۸/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع بنوں کے تھانہ منڈان کے قریب تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے آرمی صوبیدار سیف الدین ولد ابراہیم دین کو ٹھکانے لگا دیا۔

۱۸/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے خیسور شوکی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی مورچے پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔ ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی مار گرایا۔

۱۸/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے عیدک میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اس فوجی قرارگاہ پر حملہ کر کے مسمار کیا جو وہ دن کے وقت استعمال کرتے تھے اور شام کو خالی چھوڑ دیتے۔ مجاہدین نے وہاں موجود سامان بھی ضبط کر لیا۔

۱۸/نومبر/۲۰۲۳ء

صوبہ بلوچستان کے پشین بازار میں تحریک طالبان پاکستان کے شارپ شوٹر دستے نے موٹر سائیکل پر سوار دو پولیس اہلکاروں پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک پولیس اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۱۸/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت کوہاٹ، کرم ایجنسی کی تحصیل پاڑہ چنار کے علاقے اوس گڑی میں متی سنگر چکی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن اور راکٹوں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں تین فوجی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۱۹/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل شوال کے علاقے رازین میں فوجی مورچے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے دو فوجی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔

۱۹/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع بنوں کے علاقے منڈان تھانہ میں ریاض پارک کے قریب تحریک طالبان پاکستان کے شارپ شوٹر دستے نے ابابیل فورس کے دو اہلکاروں اقرار اور شفیع الرحمن کو حملے کا نشانہ بنایا جس سے اقرار ہلاک اور شفیع الرحمن زخمی ہوا۔ مجاہدین نے ان کا اسلحہ بھی ضبط کر لیا۔

۱۹/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے پتسی کیمپ پر

تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے دو فوجی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔ چیک پوسٹ پر نصب سیکیورٹی کیمرے کو بھی تخریب کا نشانہ بنا دیا گیا۔

۱۹/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل سپین وام کے علاقے ابا خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر تعارضی حملہ کیا جس میں ایک فوجی اہلکار ہلاک اور تین زخمی ہوئے۔

۱۹/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے سرابند میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر لیزر گن اور راکٹوں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں تقریباً گیارہ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے جبکہ دو عدد سیکیورٹی کیمرے بھی تخریب کا نشانہ بنے۔

۱۹/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے گاؤں مڈی میں سی ٹی ڈی اور حکومتی لشکر کے کارندوں نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر حملہ کیا تاہم بر وقت جوابی کارروائی کی وجہ سے مجاہدین بالکل محفوظ رہے جبکہ جھڑپ میں عمر نامی لشکری ہلاک اور اس کے دو ساتھی زخمی ہوئے۔ مجاہدین ان کا اسلحہ بھی ساتھ لے آئے۔

۲۰/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے ولادین ژئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کی گشتی پارٹی پر مائن بلاسٹ کی جس میں دو فوجی اہلکار ہلاک جبکہ دو شدید زخمی ہوئے۔

۲۰/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کے علاقے کوٹ اعظم میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا۔ مجاہدین نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کیا تاہم دو بدو لڑائی میں دو مجاہد ساتھیوں نے جام شہادت نوش کیا۔

۲۰/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی ولسوالی گڑیوم کے علاقے شکتوئی مدی خیل میں شوذات خیل قبیلے سے تعلق رکھنے والے دو سی ٹی ڈی اہلکار بلال ولد میر شادی خان اور حفیظ اللہ ولد رئیس خان نے سی ٹی ڈی کی نوکری چھوڑنے کا اعلان کر دیا اور تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کو تسلیم ہو گئے۔

۲۱/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے کولی خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی مورچے پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے تعارضی حملہ کیا جس میں مالی و جانی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۲۲/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے جنجول پہاڑی کے قریب تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ کیلئے پانی لانے والی ٹینکر پر مائن بلاسٹ کی جس میں تین فوجی اہلکار ہلاک ہوئے جبکہ گاڑی مکمل طور پر تخریب کا نشانہ بنی۔

۲۲/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل سراروغہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر تعارضی حملہ کیا جس کے نتیجے میں دو فوجی اہلکار ہلاک جبکہ چار شدید زخمی ہوئے۔

۲۲/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں خدی مارکیٹ فوجی مورچے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک اور دو کو زخمی کر دیا۔

۲۲/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقے علی مسجد میں لالہ کنڈو چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن سے حملہ کر کے ناپاک فوج کے ایک اہلکار کو ہلاک جبکہ ایک اہلکار کو زخمی کر دیا۔

۲۲/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کے علاقے کنڈی میں فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر حملہ کیا، مجاہدین نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے تقریباً گیارہ فوجی اہلکاروں کو ٹھکانے لگادیا۔ جھڑپ میں ایک مجاہد ساتھی نے جام شہادت نوش کیا۔

۲۲/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے لنڈ وواندہ میں فوج کی جانب سے تین دنوں پر مشتمل چھاپہ مارا گیا، جس میں جاسوس طیارے، جیٹ اور ہیلی کاپٹرز کا بھی استعمال کیا گیا۔ جوابی جھڑپوں میں چار فوجی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔ ہمارے ایک ساتھی صفت اللہ عرف راکٹی نے جام شہادت نوش کیا۔

۲۳/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، ایف آر پشاور کے علاقے اشو خیل میں ٹی آئی اے (طالبان انٹیلیجنس ایجنسی) نے کامیاب کارروائی کرتے ہوئے میجر سمیع کے ساتھ کام کرنے والے دو افراد گلاب حسین ولد محمد دوست علی خیل اور فرمان ولد شاہ جہان محبت خیل کو زندہ گرفتار کر کے علاقے کے مشران کی ضمانت اور اسی عہد کے ساتھ کہ آئندہ ان بے غیرت اداروں کیلئے کام نہیں کرینگے، رہا کر دیا۔

۲۳/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں ارجنلی ندی چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے تعارضی حملہ کیا جس میں ناپاک فوج کے تین اہلکار ہلاک جبکہ پانچ شدید زخمی ہوئے۔ ایک عدد سیکیورٹی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

۲۳/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے گاؤں زیر کی میں فوجی پوسٹ کیلئے گدھے پر پانی لانے والے فوجی اہلکار کو تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا۔

۲۴/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے تھانہ پیزو کی پولیس موبائل پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے دھاوا بول دیا جس کے نتیجے میں دو پولیس اہلکار ہلاک اور تین شدید زخمی ہوئے۔ گاڑی بھی جزوی طور پر تخریب کا نشانہ بنی۔

۲۴/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے جنتہ میں فوج کی گشتی پارٹی پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے دو عدد مائن بلاسٹ کیں جس میں چار اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۲۵/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل شوہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی کی گشتی پارٹی پر مائن بلاسٹ کی جس کے نتیجے میں تین ایف سی اہلکار ہلاک جبکہ دو شدید زخمی ہوئے۔

۲۵/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، باجوڑ ایجنسی کے علاقے لغڑئی ماموند میں تحریک طالبان پاکستان کے ٹارگٹ کلرز نے یونس خان ولد مناسب خان نامی جاسوس کو نشانہ بنا کر قتل کر دیا۔

۲۷/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے پتسی اڈہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج پر گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں چار فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔

۲۸/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع بنوں کے علاقے سورانی لالوزئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فائرنگ کر کے دو پولیس اہلکاروں کو قتل کر دیا۔

۲۸/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت مردان، ضلع مردان میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے چھٹی پر آئے ہوئے ایف سی اہلکار کو گرفتار کیا لیکن آئندہ یہ حرام کی نوکری نہ کرنے کے عہد کے ساتھ علاقے کے مشران کی ضمانت پر اسے رہا کیا گیا

۔

۲۹/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع بنوں کے منڈان تھانے میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک پولیس اہلکار کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور اس کی کلاشنکوف بھی حاصل کی۔

۲۹/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ، وادی تیراہ کے علاقے دوا توئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج اور ایف سی پر گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں صوبیدار میجر سمیت سات اہلکار ہلاک اور چھ زخمی ہوئے جبکہ ایک عدد ٹرک اور ایک پک اپ گاڑی بھی جل کر خاکستر ہوئیں۔

۳۰/نومبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے شگہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی قلعے پر حملہ کیا جس میں جانی و مالی نقصان کا قوی امکان ہے۔

کُل حملے 78

سال 2023ء ماہ نومبر / ربیع الثانی-جمادی الاول

03 ولایت ملاکنڈ
12 ولایت پشاور
03 ولایت مردان
02 ولایت کوہاٹ
34 ولایت بنوں
23 ولایت ڈی آئی خان
01 ولایت ژوب
02 صوبہ بلوچستان

99 ہلاکتیں
120 زخمی
219
کل جانی نقصان
گرفتاریاں 5

تخریب

09 عدد جاسوسی کیمرے
05 عدد فوجی گاڑیاں
04 عدد پولیس موبائلز
03 عدد فوجی پوسٹس

نقصان اٹھانے والے ادارے

95 فوج/ایس ایس جی
71 پولیس/سی ٹی ڈی
44 ایف سی
10 خفیہ

مجاہدین کو حاصل شدہ اسلحہ

07
کلاشنکوف

متعدد گولیاں، فون، انٹرنیٹ و سولر سسٹم
و دیگر فوجی ساز و سامان

نوعیت عملیات

سنائپر/لیزر حملے	گوریلا حملے	تعارضی حملے	گرنیڈ/بم دھماکے	گھات حملے	ٹارگٹڈ حملے	جوابی حملے	میزائل حملے
15	09	11	05	08	14	14	02

حکومت پاکستان کے نام

پاکستان کی عبوری حکومت اور عسکری حکام سے کہنا چاہتا ہوں کہ افغان مہاجرین کو مشکلات اور تکالیف میں نہ ڈالیں، بے گناہ مہاجرین کو حراست میں لینا، ان کے گھروں پر چھاپے مارنا، ان گھر مسمار کرنا، مالی نقصان پہنچانا، ان کا سرمایہ ضبط کرنا اور انخلا کے دوران مختلف نوع کی مشکلات پیدا کرنا، طورخم اور چمن میں کھلے آسمان تلے کئی روز تک سردی میں ٹھہرانا ایسے اقدامات ہیں جن کی اسلامی اور انسانی قوانین میں اجازت ہے اور نہ ہی ہمسائیگی کے اخلاقی اصولوں میں اس کی گنجائش ہے۔

کسی بھی حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسی کارکردگی کا مظاہرہ کرے کہ ملک کے اندر اور باہر لوگ ان کی خدمات کا اعتراف کریں، ہم ان سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ افغان مہاجرین کو نامناسب طریقے سے بے دخل نہ کریں، افغان مہاجرین کو مزید اذیت نہ دیں، انہیں انخلا کے لئے مناسب وقت دیں تاکہ وہ باعزت طریقے سے اپنے ملک واپس آئیں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ وہ غیر قانونی طور پر مقیم مہاجرین کو بے دخل کرنا چاہتے ہیں تو ان کے گھر مسمار کرنا اور ان کی تذلیل کرنا کس قانون میں جائز ہے، ان سے پیسے لینا، سائیکل اور موٹر سائیکل لینا اور دکان ضبط کرنا کس قانون کے تحت جائز ہے، آپ پڑوسی ہیں، ہمارے مشترکہ مستقبل کے بارے میں سوچیں، اس کردار کے ساتھ کیا توقع رکھیں گے کہ پڑوسی کے ساتھ کس طرح رہیں گے۔

آپ مہاجرین کو ملک سے نکالیں لیکن یہ حق آپ کو حاصل نہیں کہ ان کے گھروں میں گھس جائیں، ان کی سائیکل اور موٹر سائیکل ضبط کریں، ان کے پاس موجود رقم ایک، دو لاکھ روپے آپ ضبط کریں، دنیا کا کوئی قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

اگر حکمرانوں اور عسکری حکام کا امارت اسلامیہ کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے تو اس کو افہام و تفہیم اور مذاکرات سے حل کیا جاسکتا ہے، آئیں، مل بیٹھ کر مذاکرات کریں گے، جو بھی مسئلہ ہے اس کو افہام و تفہیم سے حل کریں گے، آپ کو امارت اسلامیہ سے کوئی شکایت ہے تو آگے آئیں اور مذاکرات کریں۔

یہ حکومتوں اور حکمرانوں کی پالیسیاں ہیں جس سے وہ اپنے ملک کو بھی مشکلات میں ڈالتے ہیں اور پڑوسی ملک کا خیال بھی نہیں کرتے۔

پاکستان سے جبری طور پر نکالے جانے والے مہاجرین کے حوالے سے
رئیس الوزراء ملا محمد حسن اخوند حفظہ اللہ کے پیغام سے اقتباس